مجموعہ احادیث مولانا حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

ترجمہ و شرح

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

اربعین ابراہیمی

مجموعہ احادیث مولانا حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح .... شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

تخریج .... محمد اشتیاق شاہد

پہلا ایڈیشن .... جولائی 2008ء

کمپوزنگ .... 0321-416 22 60 حافظ عبدالوہاب

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور: دارالاندلس، مرکز القادسیہ 7230549 - دارالسلام شوروم 7232400 - مکتبہ قدوسیہ 7230815 - مکتبہ سلفیہ 7237184 - کتاب سرائے 7320310 -
اسلامی اکیڈمی 7357587 - نعمانی کتب خانہ 7321865 - مکتبہ رحمانیہ 7224228 - مکتبہ دارالہدیٰ 7639567
• راولپنڈی: تحصیلات علمیہ کشمیری بازار - 5536168 • اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس - 2261356
• کراچی: ٹی بک ڈسٹری بیوٹرز 7767137، مکتبہ دارالقرآن 021-2211988 علمی کتب خانہ اردو بازار
• فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار 631204 - مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار 041-2628292، 0300-6628021
• پشاور: سراج کتب خانہ 214720 - • حیدرآباد: مکتبہ دعوۃ السلفیہ 0333-2607764
• سیالکوٹ: مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ 052 4591911

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7038771, 00300-4453358

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مفسر قرآن، مناظر، خطیب اور معلم ومتکلم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم ووجاہت دونوں سے نوازا تھا، علم وفضل اور تحقیق ومطالعہ میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر ۱۸۷۵ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، ان کے والد سیٹھ غلام قادر کا شمار سیالکوٹ کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ سیٹھ غلام قادر گو خود عالم نہیں تھے، مگر علمائے کرام کی صحبت کے شائق تھے، علمائے کرام کو گھر بلاتے اور ان کے ارشادات سے مستفیض ہوتے اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم:

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر صاحب نے ہوش سنبھالا تو انہیں مشن ہائی سکول میں داخل کرا دیا گیا، جہاں سے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد مرے کالج سیالکوٹ میں داخل ہو گئے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ نے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا کالج میں علامہ اقبال رحمہ اللہ بھی آپ کے کلاس فیلو تھے۔

مولانا ابراہیم میر صاحب کے والد غلام قادر کے استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ سے دیرینہ تعلقات تھے، ایک بار ایسا ہوا کہ آپ کے والد نے حافظ عبدالمنان صاحب کو دعوت دی اور سیالکوٹ بلایا، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو پوچھا آپ کے کتنے بیٹے ہیں؟ غلام قادر صاحب نے کہا: دو، اللہ دتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابراہیم، حافظ صاحب نے کہا: قادر بخش! پھر یوں کرو اللہ دتا تم رکھ لو اور ابراہیم مجھے دے دو، تاکہ میں ابراہیم کو دینی تعلیم دلواؤں، غلام قادر صاحبؒ نے حافظ صاحب کا مشورہ قبول کیا اور ابراہیم میر صاحب کو حافظ صاحب کے سپرد کر دیا، مولانا محمد ابراہیم نے دینی تعلیم کا آغاز ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن سیالکوٹی سے کیا اس کے بعد جملہ علوم اسلامیہ کی تحصیل محدث وزیر آبادی سے کی، اس کے بعد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تفسیر، حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا۔ مولانا ابراہیم حضرت محدث دہلوی کے آخری دور کے شاگرد ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد:

فراغت تعلیم کے بعد واپس سیالکوٹ تشریف لے آئے اور ''دارالحدیث'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، آپ سے بیسیوں علمائے کرام نے استفادہ کیا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا محمد اسماعیل سلفی (گوجرانولہ) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی، مولانا عبداللہ ثانی امرتسریؒ اور مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ شامل ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم میر کثیر المطالعہ عالم تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ وسیر، ادب ولغت، فلسفہ اور تقابل ادیان وغیرہ علوم سے متعلق ان کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ برصغیر میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ہر اٹھنے والے فتنے کا تحریر وتقریر سے مقابلہ کیا۔ میرے استاد محترم حضرت الشیخ جناب محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ مولانا ابراہیم میر صاحب کی تحریر وتقریر کی امتیازیت اس بات سے بھی تھی کہ مولانا کا اندازِ تحریر اور اندازِ خطاب انتہائی عمدہ دلنشین اور نہایت ہی سہل تھا۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی مولانا اتنے آسان فہم اور سحر کن انداز میں بیان کرتے کہ سامعین اور قارئین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوتی تھی اور فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ اللہ رب العزت کی صفات اور ان میں جو مباحث ہیں وہ اتنے مشکل ہیں کہ ہر آدمی ان کو نہیں سمجھ سکتا مگر مولانا ابراہیم میر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشکل مسئلہ کو بھی نہایت عمدہ وآسان طریقہ سے سمجھا دیا ہے کہ اس کے بعد اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی، مولانا ابراہیم میر صاحب فرماتے ہیں:

''مسئلہ صفاتِ الٰہیہ بڑا دقیق اور مشکل ہے جس کی گتھی عقل ووہم کے ناخنوں سے نہیں کھل سکتی ہم کیا اور ہماری بساط کیا؟

اظہارِ عجز کر کے اور حقیقی علم کو اسی ذاتِ سرمدی کے سپرد کر کے فرماتے ہیں:

لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك.

پس اپنی عاجزی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت ہمارا مقصود مسئلہ صفات کے متعلق اختلاف کی صورت کو بیان کر دینا ہے، جس کی مجمل تشریح یوں ہے۔'' (تاریخ اہلحدیث، صفحہ: ۵۴)

پھر اس کے بعد مولانا میر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بڑے آسان انداز سے اس طرح سمجھایا ہے کہ جس کے سمجھنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں ہوتی، بلاشبہ یہ خوبی مولانا میر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ میں ہی تھی۔

مولانا کا حافظہ بہت قوی تھا، قدرت کی طرف سے بڑا اچھا دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے، آپ نے قرآنِ مجید ایک ہی ماہ ''رمضان المبارک'' میں زبانی یاد کر لیا تھا، دن کو روزہ کی حالت میں ایک پارہ یاد کرتے تھے اور رات کو بلا تکلف اسے تراویح میں سنا دیتے تھے، آپ نے اپنی تصنیف ''نجم الہدیٰ'' کے دیباچہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

قیمتی مطالعہ آپ کا سرمایہ علم تھا۔ عربی وفارسی کی بلند پایہ کتابیں آپ کے زیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ رہتی تھیں، ان کا کتب خانہ برصغیر کے چوٹی کے کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ کتب خانہ آج بھی محفوظ ہے۔ مولانا بلند پایہ عالم اور مناظر ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست سے بھی پوری طرح باخبر تھے اور عالمی سیاست پر بھی ان کی معلومات وسیع تھیں، برصغیر (پاک وہند) کی تمام قومی وملی اور سیاسی وغیر سیاسی تحریکات سے مکمل واقفیت تھی، اور تحریک کے قیام اور پس منظر سے آگاہ تھے اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے اور تادم مرگ اسی سے منسلک رہے اور شروع ہی سے دوقومی نظریہ کے حامی تھے، دوقومی نظریہ کی حمایت میں مضامین بھی لکھے، اور تقریریں بھی کیں اور واضح الفاظ میں اس کا پرچار بھی کیا کہ مسلمانوں کی بقا اسی میں ہے کہ وہ اپنا علیحدہ خطہ برصغیر میں بنائیں۔ آپ نے تحریر وتقریر دونوں طرح مسلم لیگ کی تنظیم اور قیامِ پاکستان کے لیے جدوجہد کی۔

تصانیف:

مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ سیالکوٹی کو اللہ رب العزت نے مختلف اوصاف وفضائل سے نوازا تھا۔ آپ مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مؤرخ ومحقق، معلم ومتکلم، مبلغ ومقرر ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف تھے، آپ نے مختلف موضوعات پر کم وبیش ۷۰ کے قریب کتابیں لکھیں، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

① واضح البیان فی تفسیر ام القرآن ② شبہات القرآن

③ تفسیر سورہ کہف ④ تاریخ اہلحدیث ⑤ سیرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (دو جلد) وغیرہ

وفات:

مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ سیالکوٹی نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو سیالکوٹ میں وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سے زندگی میں تو ان کی ملاقات سے محروم رہا، اس وقت میرا تعلیمی دور تھا، جامعہ اسلامیہ گوجرانولہ میں زیرِ تعلیم تھا کہ وہاں مولانا کی وفات کی خبر پہنچی اور جنازے کا وقت معلوم ہوا تو طلباء میں سے ہم چند دوست مولانا کے جنازے کے لیے سیالکوٹ پہنچے، جمعہ کا دن تھا، مولانا مرحوم کے شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد ابراہیم ریاستی صاحب نے جمعہ پڑھایا، بعد ازاں میت مسجد کے بڑے حال میں رکھی گئی، لوگوں نے مرحوم کا آخری دیدار کیا جن میں یہ عاجز ناچیز بھی تھا، بعد ازاں مولانا کی میت عید گاہ لائی گئی، لوگوں کا ہجوم بہت تھا کیونکہ دوسرے شہروں سے بھی مولانا کے عقیدت مند لوگ کثرت سے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔

نمازِ جنازہ حضرت العلام مفتی اہلحدیث مولانا محمد عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خشوع وخضوع سے پڑھائی، حسن اتفاق کی بات ہے یہ عاجز ناچیز صف میں جہاں کھڑا تھا وہاں دائیں طرف جماعت اہلحدیث کے چوٹی کے عالمِ دین حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ ناظم جمعیت اہلحدیث تھے اور بائیں طرف جماعت کے امیر سید داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، یہ تھا تو اتفاق لیکن میرے لیے بڑی مسرت کی بات تھی، بعد ازاں مرحوم کو مرکزی عید گاہ کے قبرستان ایک کونے میں سپردِ خاک کیا گیا۔

العبدالعاجز

محمد علی جانباز

جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

اپریل 2008ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث اربعین اور اربعینات کا تعارف

جمع وحفاظتِ قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ اور سنن رسول اللہ ﷺ کے جمع وضبط، حفاظت وصیانت پر جن احوال وظروف اور ارشاداتِ خاتم الانبیاء نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کو آمادہ کیا ہے اُن میں اُن بشارتوں کا بھی ایک خاص مقام ہے جن کی وجہ سے علماء امت کے لیے صحرائے احادیث کے سنگ پاروں اور بحر آثار کے قطروں کو محفوظ کرنا ایک اہم علمی وظیفہ اور دینی خدمت بن گیا۔ مثلاً نضر اللّٰہ عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها ...الخ. اورنضر اللّٰہ امرأ سمع منا شيئا فبلغه كما سمع...الخ. اورمن حفظ على امتي اربعين حديثا من امردينها بعثه اللّٰہ يوم القيامة في زمرة الفقهاء والعلماء وغيرها.

نبی رحمت ﷺ نے چالیس حدیثوں کے حفظ ونقل پر جو عظیم بشارت دی ہے اس کے پیش نظر خیرالقرون سے اب تک بے شمار لوگوں نے احادیث کی حفاظت کی اور زبانی یا تحریری طریقہ سے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ فن حدیث کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ کتب احادیث کے اقسام میں محدثین نے ایک خاص قسم ''اربعینات'' بھی ذکر کی ہے ان اربعینات کا تعارف پیش کرنے سے قبل مذکورہ بالا حدیث اربعین کے کچھ متعلقات ذکر کرنا مناسب اور مفید ہوگا۔

یہ حدیث امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی علیہ السلام کے بقول کئی صحابہ کرام، حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، اورعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہم سے مختلف الفاظ کے ساتھ کئی طرق سے مروی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''كنت له يوم القيامة شفيعا وشهيدا'' ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قیل له ادخل الجنة من أی أبواب الجنة شئت'' آیا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ''کتب فی زمرة العلماء وحشر فی زمرة الشهداء'' منقول ہے۔ اورابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''ادخلته یوم القیامة فی شفاعتی'' وارد ہے۔ نیز بعض روایات میں ''اربعین حدیثا من السنة یامن سنتی'' کا لفظ ہے۔ اور بعض میں ''من حفظ علی أمتی'' کے بجائے ''من حمل من امتی'' کا لفظ پایا جاتا ہے۔ [جامع الصغیر للسیوطی ، الاربعین للنووی]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تیرہ (۱۳) صحابہ کرام سے وارد ہوئی ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کتاب العلل'' میں ان تمام کی تخریج کی ہے اورامام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے۔ [تلخیص ص ۲۶۹]

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''فیض القدیر'' میں حدیث کے الفاظ مختلفہ کے مابین جمع وتطبیق یا حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اربعین کے حفظ کرنے والے قیامت کے دن مختلف المراتب میں ہوں گے بعض کا حشر زمرة شهداء میں اور بعض کو علماء میں اور بعض کو بحیثیت فقیہ وعالم اٹھائے جائیں گے اگرچہ وہ دنیا میں ایسا نہیں تھا۔

[شرح اربعین لابن دقیق العید]

حدیث اربعین کا حکم

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامع الصغیر'' میں بحوالہ ابن النجار اس حدیث کو نقل کر کے اس پر صحیح کی علامت لگائی ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام محققین کا اتفاق ہے کہ یہ خبر اپنے جمیع طرق کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ قال ابن حجر...... ثم جمعت طرقه فی جزء لیس فیه طریق سلیم من علة قادحة. [فیض القدیر] واتفق الحفاظ علی أنه حدیث ضعیف وان کثرت طرقه. [اربعین للنووی]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر چونکہ فضائل میں عمل بالضعیف درست ہے خصوصاً جبکہ کثرت طرق وغیرہ ہو تو ایسے امور سے حدیث میں قوت آجاتی ہے۔ وقد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الأعمال. [اربعین للنووی] قال ابن عساکر: الحدیث روی عن علی .... وابی سعید باسانید فیها کلها مقال لیس للتصحیح فیها مجال لکن کثرة طرقه تقویه. [فیض القدیر ۱۵۴/۶] یہی وجہ ہے کہ فضیلت وثواب کی تحصیل اور سعادت اخروی کے حصول کی خاطر علمائے امت نے اربعین پر اتنی تصنیفات وتالیفات لکھی ہیں کہ لاتعد ولاتحصی.

عمل بالاربعین کی لطیف صورت:

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حدیثِ زکوۃ ربع عشر بقیہ مال کی تطہیر پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ربع عشر پر عمل بقیہ احادیث کو غیر معمول بہا ہونے سے خارج کر دیتا ہے۔ چنانچہ بشر حافی فرماتے تھے اے اصحاب حدیث! ہر چالیس میں سے ایک حدیث پر عمل کرلو۔ [شرح اربعین لابن دقیق العید]

کتب اربعین مطبوعات کی تعداد:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تصنیف ہے پھر محمد بن اسلم طوسی رحمہ اللہ عالم ربانی نے پھر حسن بن سفیان نسائی نے اور امام ابوبکر آجری، ابوبکر اصفہانی، دارقطنی، حاکم، ابونعیم اور ابوعبدالرحمٰن سلمی وغیرہم متقدمین ومتاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہے۔ نیز ہر ایک کے اغراض ومقاصد مختلف اورطرز انتخاب بھی جداگانہ ہے کسی نے اصولِ دین کے مضمون کو بنیاد بنایا، کسی نے فروعی مسائل سے تعرض کیا۔ کسی نے جہاد میں حصہ لیا تو کسی نے زہد اختیار کیا۔ اورکسی نے آداب زندگی کو مطمع نظر رکھا تو کسی نے خطبہ کو موضوع بنایا۔ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اختصار وایجاز کا طریقہ اختیار کیا تو بعض نے جوامع الکلم کو ظاہر وروشن کیا۔ بعض نے صحت احادیث کا التزام کیا تو بعض نے حسن وضعیف روایت کو بھی جگہ دی۔ حتیٰ کہ بعض نے صرف اس کا اہتمام کیا کہ احادیث طعن وقدح سے سالم ومحفوظ ہو خواہ کسی بھی مضمون سے متعلق ہو۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ بعض لوگوں نے جدت طرازی، غرابت پسندی اور تلقن مزاجی کا بھی ثبوت دیا ہے جس سے پڑھنے والوں کو علمی بالیدگی، ذہنی نشاط اور قلبی انشراح کا ہونا ظاہر ہے تاکہ سنت پر عمل کا داعیہ پیدا ہو غرضیکہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لیے چالیس احادیث ان تک پہنچائی اور خود بھی ان پر قائم اور عمل پیرا رہا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔

[فیض القدیر ج ٦، اربعین نووی]

صاحب کشف الظنون علامہ مصطفیٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ معروف بکاتب چلپی متوفی ١٠٦٧ھ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے زمانہ تک کے مشاہیر علماء میں سے تقریباً ۷۵ علماء کی نوے (۹۰) سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے ان میں سے یہاں چند کا تعارف ان کی مختلف الجہۃ موضوع کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

١۔ اربعین لابن المبارک المتوفی ١٨١ھ: امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی ہے۔

٢۔ اربعین لابی بکر البیہقی: امام ابوبکر شمس الدین احمد بن حسین الشافعی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٤٥٨ھ کی تصنیف ہے اس میں سو احادیث اخلاق کو ٤٠/ ابواب پر مرتب فرمایا ہے۔

٣۔ اربعین الطائیہ: ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی الطائی الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٥٥٥ھ کی ہے اس میں مصنف نے اپنی مسموعات میں سے چالیس حدیثیں چالیس شیوخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے املاء کرائی ہیں اس طرح سے کہ ہر حدیث الگ صحابی رضی اللہ عنہ سے ہے پھر ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات ان کے فضائل اور ہر حدیث کے فوائد مشتملہ الفاظ غریبہ کی تشریح اور پھر چند مستحسن جملے ذکر کئے ہیں اس کتاب کا نام ''اربعین فی ارشاد السائرین الی منازل الیقین'' رکھا بقول علامہ سمعانی کتاب بہت خوب اور عمدہ ہے جس کا تعلق علوم حدیث، فقہ ادب اور وعظ سے ہے۔

۴۔ اربعینات لابن عساکر: ابوالقاسم علی بن حسن الدمشقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۷۱ھ نے کئی اربعین لکھی ہیں: (۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتہاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔ اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کو بھی بتلاتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ہر حدیث کی صحت وسقم کو بھی ظاہر کیا ہے۔

۵۔ اربعین بلدانیہ: ابوطاہر احمد بن محمد السلفی الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۷۶ھ نے چالیس حدیثیں چالیس شیوخ سے چالیس شہروں میں جمع کی ہیں۔ ابن عساکر نے ان کی اتباع میں ایسی ہی ایک اربعین لکھی اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ ان حدیثوں کو چالیس صحابہ کرام سے چالیس بابوں میں ذکر کیا۔ چونکہ ہر حدیث کے مالہ وماعلیہ پر کلام بھی کیا ہے۔ اس سے ہر باب گویا مستقل کتابچہ بن گیا ہے۔

۶۔ اربعین فی اصول الدین: امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ نے اس کو اپنے فرزند محمد کے لیے تصنیف کیا تھا جسے علم کلام کے چالیس مسائل پر مرتب کیا ہے۔

۷۔ الاربعین فی اصول الدین: ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جو تصوف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل پر مشتمل ہے۔

۸۔ الاربعین موفق الدین عبداللطیف بن یوسف الحکم الفیلسوف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۲۹ھ نے طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کیا ہے۔

۹۔ الاربعین: محمد بن احمد الیمنی البطال رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۰ھ نے اس میں صبح وشام کے اذکار ذکر کیے ہیں۔

۱۰۔ الاربعین المختارہ فی فضل الحج والعمرۃ والزیارۃ: حافظ جمال الدین الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۳ھ کی ہے (اس نوع کی ایک اربعین شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔)

۱۱۔ اربعین للنووی: ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ نے تالیف کی ہے اس میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے متقدمین علماء کے مقاصد منفردہ کو یکجا کردیا ہے یعنی ایسی حدیثوں کا انتخاب فرمایا ہے جو دین وشریعت کے اصول اور بنیاد ہیں اور اعمال و اخلاق کی اساس اور تقویٰ و پاکیزگی کے لیے مدار ہیں نیز صحت کا بھی التزام کیا ہے بلکہ اکثر احادیث صحیحین سے ماخوذ ہیں۔ آخر میں اربعین پر دو کا اضافہ کر کے غالباً ان عدد الاربعین للتکثیر لاللتحدید کی طرف اشارہ کر دیا۔

چونکہ یہ اربعین جامع المقاصد تھی اس لیے بعد کے علماء فحول نے اس کی تشریح وتوضیح کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی ہے علامہ چلپی نے تقریباً ۲۰ شارحین کا ذکر کیا ہے جن میں ایک علامہ ابن حجر عسقلانی بھی ہیں جنہوں نے احادیث کی تخریج کی ہے اس کی ایک عمدہ شرح علامہ ابن دقیق العید کی بھی ہے مگر ''کشف الظنون'' میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ اربعین لابن الجزری: شمس الدین محمد بن محمد الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۸ھ نے اس میں ایسی چالیس حدیثیں ذکر کی ہیں جو اصح، افصح اور اوجز ہیں۔

۱۳۔ اربعینات للسیوطی: علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ نے کئی اربعین تالیف کی ہیں ایک فضائل جہاد میں، ایک رفع الیدین فی الدعاء میں۔ ایک امام مالک کی روایت ہے۔ ایک روایت متباینہ میں۔

۱۴۔ اربعین عدلیہ: شہاب الدین احمد بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۳ھ نے اپنی سند سے ایسی چالیس احادیث جمع کی ہیں جو عدل وعادل سے متعلق ہیں۔

۱۵۔ الاربعین عشاریات الاسناد: قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی قلشقندی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۶۰ھ نے تصنیف کی ہے اس میں انہوں نے ایسی چالیس روایات املاء کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں حسن کے درجہ تک نہیں پہنچتی ہیں۔

۱۶۔ اربعین لابن العربی: محی الدین محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۸ھ نے اسے مکہ میں جمع کیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کی سند اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچتی ہے (یعنی بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اس کے بعد اور چالیس روایتیں اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہیں اس طرح کہ اس کی سند بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے اللہ تک پہنچتی ہے۔

۱۷۔ اربعین طاش کبری زادہ: احمد بن مصطفیٰ الرومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۶۸ھ نے اس میں ایسی چالیس حدیثیں ذکر کی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور مزاح ودل بستگی کے صادر ہوئی ہیں۔

۱۸۔ اربعین یمانیہ: محمد بن عبدالحمید القرشی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو یمن کے فضائل پر مشتمل ہے۔

۱۹۔ اربعین لخویشاوند: ابوسعید احمد بن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس میں فقراء اور صالحین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناقب میں ۴۰ احادیث بیان کی ہیں۔

۲۰۔ اربعین قدسیہ: حسین بن احمد بن محمد التبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علوم لدنی سے ہے پھر صوفیاء کے مذاق کے مطابق اس کی شرح کی ہے اور ساتھ ساتھ چالیس حدیث قدسی مع شرح کے اضافہ کیا ہے اس کتاب کا نام ''مفتاح الکنوز ومصباح الرموز'' ہے۔

۲۱، ۲۲۔ الاربعین فی فضائل عثمان رضی اللہ عنہ، الاربعین فی فضائل علی رضی اللہ عنہ: یہ دونوں ابوالخیر رضی الدین القزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔

۲۳۔ الاربعین فی فضائل العباس رضی اللہ عنہ: ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۷ھ کی ہے۔

۲۴۔ اربعین عالیہ: شیخ الاسلام حافظ احمد بن حجر العسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ کی ہے اس میں انہوں نے صحیحین میں سے ایسی چالیس حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے اس کے علاوہ اربعین متباینہ اور اربعین نووی کی تخریج وغیرہ بھی ہے۔

۲۵۔ الاربعین الالٰہیہ: حافظ ابوسعید خلیل بن کیکلدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۶۱ھ نے کئی اربعینات تالیف کی ہیں ایک یہی جو تین جزؤوں میں ہے، دوسری اربعین فی اعمال المتقین ۶/۴۶ اجزاء میں اور الاربعین المعنعنہ ۱۲/ اجزاء میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے برصغیر کی اربعینات

ذیل میں ان اربعینات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو علمائے برصغیر نے تالیف کیا ہے۔

۱۔ اربعین: مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۶ھ نے ایسی چالیس احادیث کا انتخاب فرمایا ہے جو قلیل المبانی وکثیر المعانی یعنی جوامع الکلم کے قبیل سے ہیں۔شاہ صاحب کی اس اربعین کا منظوم ترجمہ مولانا ہادی علی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے جو تسخیر کے تاریخی نام سے موسوم ہے ۔ یہ اربعین رسالہ ''المسلسلات'' میں شامل ہوکر مطبوع ہے۔

۲۔ اربعین ثنائی: حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۹ھ کی جمع کردہ ہے۔

۳۔ اربعین ابراہیمی: یہ اربعین حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۵ھ نے لکھی ہے۔حضرت مولانا عبدالمجید سوہدوردی نے اس کی ایک شرح لکھی ہے جو مطبوع ہے۔

مصنف مرحوم نے جو یہ چالیس احادیث کا مجموعہ مرتب کیا ہے یہ ان کا اپنا ذوق تھا البتہ ہم نے احادیث کا پورا متن ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث پر عنوان قائم کیے اور ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے راوی حدیث (یعنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا مختصر تعارف بھی پیش خدمت کر دیا ہے۔

۴۔ فضائل چہل احادیث: مولانا ابراہیم یوسف باوا، صدیقی ٹرسٹ کراچی۔

۵۔ أربعة وأربعون حديثا: مترجم مولانا محمد علی، ثنائی برقی پریس لاہور۔

اس مجموعے میں چالیس چالیس احادیث چار حصوں میں درج کی گئی ہیں جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مرتب ابو اسحاق محمد نجمی ہیں، اس میں کل ایک سو ساٹھ احادیث شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے احکام کے بارے میں بیان کی گئی ہیں۔

۶۔ جہاد اور مجاہدین کے فضائل: مفتی اسرار احمد، صدیقی ٹرسٹ کراچی۔

۷۔ چالیس احادیث مصطفیٰ ﷺ: مولانا اصغر علی شاہ، مرکزی تنظیم تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ، لاہور۔

۸۔ چالیس احادیث نبوی ﷺ: مولانا بشیر احمد ملک، کنز الایمان سوسائٹی، لاہور۔

اس مجموعے میں مختلف عنوانات کے حوالے سے ایسی احادیث جمع کی گئیں ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے زندگی کا وہ سیدھا، صحیح، آسان اور روشن راستہ بتایا ہے جس پر چل کر ہم دنیا میں مسرت، راحت، سکون فلاح، اور خوش حالی کی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں اور آخرت میں بھی خالق کائنات کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

۹۔ چہل حدیث مدنی: محترمہ بیگم نسیم مدنی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی (پاکٹ سائز)۔

۱۰۔ چہل حدیث ونودنہ نام مبرحم: مولانا چراغ دین، اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور۔

۱۱۔ چہل حدیث شریفہ: محترمہ راشدہ پروین، صدیقی ٹرسٹ، کراچی (پاکٹ سائز)۔

اس مجموعے میں نماز کے مسائل خصوصی طور پر بچوں کو سکھانے کے لیے جمع کیے گئے ہیں اور آخر میں چالیس مسنون دعائیں درج کی گئی ہیں۔

۱۲۔ چہل حدیث: محترمہ رخسانہ عثمانی، مکتبہ طارق اکیڈمی، ڈی گراؤنڈ، سمو سہ چوک، فیصل آباد۔

۱۳۔ سخنانِ تابناک: مولانا رضا، ادارہ امور فرہنگی آستان قدس، سازمان چاپ مشہد۔

۱۴۔ اربعین رضویہ: مولانا روح الامین قادری، انجمن جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ، شورکوٹ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مجموعے میں ایسی احادیث جمع کی گئیں ہیں جن کے مطالعہ سے نبی مکرم ﷺ کے فیضان کے حصول کے علاوہ عقائد اور دین کے اہم مسائل کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل ہوں گی۔

۱۵۔ هدية المسلمين في جمع الاربعين من صلاة خاتم النبيين: مولانا حافظ زبیر علی زئی ﷾، مکتبہ السنۃ الدار السلفیہ لنشر التراث الاسلامی، ۱۸ سفید مسجد، سولجر بازار، کراچی۔

اس مجموعے میں رسول اللہ ﷺ کی چالیس مستند حدیثیں مع فوائد وتشریحات جمع کی گئی ہیں یہ کتاب ابو یوسف محمد شریف کے مجموعہ چالیس احادیث بعنوان ''اربعین حنفیہ'' کے جواب میں ہے جس میں نماز کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہیں۔ مولانا زبیر علی زئی ﷾ کی اس مختصر تالیف مسنون نماز کے بیشتر مسائل کی توضیح کی گئی اور صحیح احادیث کا بطورِ خاص خیال رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ چہل حدیث، صلاۃ وسلام: مولانا زکریا کاندھلوی، خانقاہ چشتیہ صابریہ، میرپور، آزاد کشمیر۔

۱۷۔ اربعین: مولانا ساجد القمر، فیصل آباد (پاکٹ سائز)۔

۱۸۔ ثلاثۃ اربعین سرفرازی: مولانا سرفراز خاں صفدر، کالواں کلاں، گجرات۔

۱۹۔ علم، تعلیم اور تعلم کے بارے چالیس احادیث: مولانا سعید اللہ قاضی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

۲۰۔ مجموعہ چہل حدیث نبویہ: مولانا سلطان محمود سیفی، مدرسہ مفتاح العلوم، فیصل آباد۔

اس مجموعے میں ضروری حدیثیں، عربی عبارت مع اعراب اور آسان اردو ترجمہ شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ اربعین ولی اللہ: مولانا شاہ ولی اللہ، مترجم عبدالماجد دریا بادی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

شاہ ولی اللہ کا مجموعہ اربعین جو ماہنامہ ''الرحیم'' (حیدر آباد) کے شمارہ مئی ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا، اس کا ترجمہ وغیرہ کو متن واضافہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

۲۲۔ اربعین سیفی: مولانا شہزاد مجددی سیفی، سنی لٹریری سوسائٹی، ریلوے روڑ لاہور، ۱۹۹۶ء۔

اس مجموعے میں عقائد واعمال، حب اللہ ورسولہ ﷺ، اقامت واحیائے سنت کی اہمیت وفضیلت، فضیلت علم وغیرہ پر مشتمل احادیث کو پہلے فارسی میں منظوم کیا گیا پھر اردو زبان میں مختصر تشریح بھی کر دی گئی تاکہ خاص وعام دونوں مستفید ہو سکیں۔

۲۳۔ اربعین فاتحہ مولانا شہزاد مجددی سیفی، سنی لٹریری سوسائٹی، ریلوے روڑ لاہور، ۲۰۰۱ء۔

سورۂ فاتحہ جیسی عظیم الشان اور برکتوں بھری سورہ مبارکہ سے متعلق چالیس احادیث اس میں جمع کی گئی ہیں، ہر حدیث کے ساتھ اردو ترجمہ اور ماخذ کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

۲۴۔ بستان الاربعین: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ۔

اس رسالے میں رسول اللہ ﷺ کی چالیس حدیثوں کے درخشاں ہیرے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں، جن کی روشنی سے مسلمانوں کی زندگی کے کئی تاریک پہلو نور کے سانچے میں ڈھل رہے ہیں۔

۲۵۔ ریاض الاربعین: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ دار السلام، الریاض، سعودی عرب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں معاشرے میں روز مرہ زندگی سے تعلق رکھنے والی چالیس احادیث کا مجموعہ ''ریاض الاربعین'' کے عنوان سے ترتیب دیا گیا ہے جسے قبول عام کا درجہ حاصل ہے۔

۲۶۔ گنج شایگاں: مولانا ظفر علی خاں، (۱) مترجم: صادق حسین، دل محمد روڈ، لاہور۔ (۲) صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

مولانا جامی نے چالیس احادیث کا منظوم ترجمہ فارسی میں کیا تھا، مولانا ظفر علی خاں نے انہی احادیث کا ترجمہ اردو نظم میں کیا جو کہ روز نامہ ''زمیندار'' میں ۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ''گنج شایگاں'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔

۲۷۔ چہل حدیث متعلقہ فضائل جہاد: مولانا مفتی عاشق الٰہی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

۲۸۔ شرعی پردہ: مولانا مفتی عاشق الٰہی، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔

اس مجموعہ احادیث میں پردے کے مفصل احکام کے حوالے سے چالیس احادیث شریفہ درج کی گئی ہیں اور ہر حدیث کا متن بنا کر ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا ہے اور مسلمانوں کے موجودہ رویہ اور روش کو سامنے رکھ کر بار بار تعلیم نبوی ﷺ کی طرف واپس آنے کی دعوت دی ہے، تقلید یورپ کے جو اثرات وثمرات مسلمانوں کی معاشرت میں پھیل چکے ہیں، ان کی خرابی پر بار بار متنبہ کیا گیا ہے۔

۲۹۔ چہل حدیث حقوق الوالدین: مولانا مفتی عاشق الٰہی، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔

۳۰۔ آسان نماز اور چالیس مسنون دعائیں: مولانا مفتی عاشق الٰہی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

اس مجموعے میں نماز کے مسائل خصوصی طور پر بچوں کو سمجھانے کی طرز پر جمع کیے گئے ہیں اور آخر میں چالیس مسنون دعائیں درج کی گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱۔ آسان نماز اور چالیس مسنون دعائیں: مولانا مفتی عاشق الٰہی، مکتبہ خلیل، اردو بازار لاہور ۲۰۰۵ء۔

اس مجموعے کے آخر میں چالیس احادیث درج کی گئی ہیں جن میں والدین اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے اکرام واحترام اور خدمت وفرمانبرداری کے فضائل اور نافرمانی وایذا رسانی کی وعیدیں مذکور ہیں۔ پورا رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

۳۲۔ چالیس حدیثیں، فضائل رمضان وصیام: مولانا مفتی عاشق الٰہی، صدیقی ٹرسٹ کراچی۔

۳۳۔ گلدستہ چہل حدیث: مولانا مفتی عاصم عبداللہ، جامعہ حمادیہ، کراچی۔

۳۴۔ جوامع الکلم کی چہل حدیث: مولانا مفتی عبدالحکیم، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

۳۵۔ اربعین اشرف: حکیم عبدالرحیم اشرف، طارق اکیڈمی، سموسہ چوک، فیصل آباد۔

اس کتاب میں مصنف نے مختلف عنوانات قائم کر کے اسلامی زندگی کے چند نمونے پیش کیے ہیں، مثلاً اصولِ اسلام، ٹی مسائل، اسلامی تمدن، اسلامی معیشت وغیرہ۔ یہ کتاب حجم کے اعتبار سے گو مختصر ہے مگر اس میں جو بیان کردہ معلومات بڑی ہی اہم اور ضروری ہیں اور وقت کا تقاضا ہے کہ اس نوع کی چیزیں، آسان پیرایہ میں لوگوں کو بتائی جائیں۔

۳۶۔ اربعین نبوی ﷺ: عبداللہ شاہین، شیخ جمیل اینڈ سنز، حافظ آباد۔

اس مجموعہ احادیث میں ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں جن کا متن مختصر ہے، لیکن وہ زبردست معاشرتی افادیت کی حامل ہیں تاکہ مسلمان انھیں ازبر کر کے زمرۂ علماء میں شامل ہوں۔

۳۷۔ اربعین نبوی: عبداللہ شاہین، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٣٨۔ نظم القلادة یوم الولادة: عنایت اللہ اثری، آفتاب پریس، لاہور، ۱۹۴۹ء۔

٣۔ چالیس ارشادِ مبارکہ: عنایت اللہ چشتی، مرکزی تنظیم تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ، لاہور۔

٤٠۔ چہل حدیث رسولِ انام ﷺ: (١) ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۵۹ء۔ (٢) سنی لٹریری سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

٤۔ توضیح اربعین: فاروق بی اے، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، فیصل آباد۔

٤١۔ چہل حدیث برائے خواتین اسلام: فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔

٤٢۔ تعلیم الاسلام: مفتی کفایت اللہ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ١٣٢٤ھ۔

ایسی احادیث جو اعلیٰ اخلاق اور تہذیب وتمدن کے زریں اصول بیان کرتی ہیں۔

٤٣۔ چہل حدیث در فضائل قرآنِ مجید: مولانا محمد احمد، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

٤٤۔ چہل حدیث در سورتوں کے فضائل: مولانا محمد احمد، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

٤۔ صلوٰۃ وسلام: مولانا محمد اقبال، ناشر امان اللہ خان، ایبٹ آباد، اسلام آباد (پاکٹ سائز)۔

٤٧۔ اربعین: مولانا محمد انوری، مکتبہ رشیدیہ، کراچی۔

اس مجموعے میں ختم نبوت، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، مرتد کا حکم نبی مکرم ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم اور مسلک حنفی کی مؤید حدیثیں درج کی گئی ہیں۔

٤۔ اربعین سلیمانی: حکیم محمد سلیمان (روہڑی والے)، پسرور، سیالکوٹ۔

٤۔ اربعین نبویہ ﷺ: محمد شریف، کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ۔

٥۔ اربعین حنفیہ: ابو یوسف، محمد شریف، (١) سنی لٹریری سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۰ء۔ (٢) رضا اکیڈمی، لاہور۔ (٣) کتب خانہ ماہِ طیبہ، کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مجموعے میں چالیس حدیثیں دربارۂ نماز با حوالہ لکھی گئی ہیں اور نماز کے اختلافی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

۵۱۔ جوامع الکلم یعنی چہل حدیث: مفتی محمد شفیع، مرتب: راحت علی ہاشمی، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۴ء۔

اس مجموعے میں تعلیم اخلاق کے بارے میں احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۵۲۔ جوامع الکلم: مفتی محمد شفیع، (۱) دار الحدیث بیرون بوہر گیٹ، ملتان۔ (۲) مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور، ۱۴۲۵ھ (۳) مکتبہ الحسن اردو بازار، لاہور، ۱۴۲۴ھ۔

۵۳۔ اربعین تجوید وقراءت: قاری محمد طاہر، مکتبہ التجوید، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد۔

۵۴۔ الاربعین صلوٰۃ وسلام: مولانا سید نفیس الحسینی، دار النفائس، کریم پارک، لاہور۔

۵۵۔ اربعین (دعائیں): مولانا سید نور حسین گرجاکھی، ناشر: محمد الیاس، فیصل آباد، (پاکٹ سائز)۔

۵۶۔ تعلیمی چہل حدیث: مولانا سید وحید الدین قاسمی، (۱) فضلی سنز، اردو بازار، کراچی، ۱۹۸۶ء۔ (۲) صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔ (۳) مکتبہ ادب اسلامی، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۷ء۔

اس مختصر مجموعۂ احادیث میں تعلیم کے حصول اور فضائل کے حوالے سے حتی الامکان چھوٹی چھوٹی آسان احادیث جمع کی گئی ہیں۔

۵۷۔ اربعین، حصہ اول: ہارون احمد چشتی، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد، ۱۹۹۷ء۔

اس مجموعے میں جو چالیس احادیث شامل کی گئی ہیں، وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں شامل ہونے کے ساتھ ساتھ، متفق علیہ، کے زمرہ میں آتی ہیں اور بلا مبالغہ ثقہ ترین ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸۔ اربعین، حصہ دوم: ہارون احمد چشتی، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد، ۱۹۹۸ء۔

۵۹۔ اربعین نووی: امام یحیٰی بن شرف الدین النووی، (۱) مترجم: محمد صدیق ہزاروی، مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ، مانسہرہ، ۱۹۸۹ء۔ (۲) مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔ (۳) مترجم: سعید مجتبیٰ سعیدی، دار السلام۔ (۴) مترجم: مفتی عاشق الٰہی، صدیقیہ دار الکتب، ملتان، ۲۰۰۱ء۔ (۵) مترجم: چودھری عبدالحفیظ و پروفیسر ظفر اقبال، نعمانی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور۔ (۶) (انگریزی ترجمہ)، مکتبہ دار السلام، الریاض، سعودی عرب، (پاکٹ سائز)۔ (۷) مترجم: ظفر اقبال، دار الاندلس، لاہور، (پاکٹ سائز)۔ (۸) مترجم: مفتی عاشق الٰہی، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی۔ (۹) مترجم: طارق اکیڈمی، فیصل آباد، ۲۰۰۴ء۔

مترجمین کے بقول:

> ''علما، اساتذہ، طلبا کے ساتھ ساتھ عام قاری بھی اس شرح سے مستفید ہو سکتے ہیں، اگر مفصل شرح لکھنے کا ارادہ ہوتا تو ''جامع العلوم و الحکم'' جیسی شرح کا صرف اردو ترجمہ کر دینا ہی کافی تھا اور اگر مختصر پر اکتفا ہوتا تو جو کچھ مارکیٹ میں دستیاب ہے، وہی کافی تھا۔''

۶۰۔ اربعین حدیثا، چہل حدیث یوسفی: مولانا یوسف دہلوی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی، (پاکٹ سائز)۔

۶۱۔ چہل حدیث مبارکہ: مولانا یوسف دہلوی، صدیقی ٹرسٹ، کراچی۔

۶۲۔ ارشاداتِ رسولِ مقبول ﷺ: مولانا یوسف دہلوی، حضرو پرنٹنگ پریس، کوہائی بازار، راولپنڈی۔

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی اربعین سے لے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تک ذخیرہ اربعینات میں سے مشت نمونہ از خروارے صرف چند ایک کا تعارف پیش کیا ہے استیعاب مقصود نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

خلوصِ نیت

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ)).

بخاری: کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، رقم:۱ ومسلم: کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ "إنما الأعمال بالنية" رقم: ۱۹۰۷

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تمام انسانی اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے، تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول ہی کی طرف ہوئی، اور جو کسی دنیاوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ''مہاجر'' بنا تو فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ''ہجرت'' اختیار کی ہے تو اللہ کے ہاں بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث:

آپ کی کنیت ابوحفص، لقب فاروق اور نام عمر بن خطاب تھا، قریش کے مشہور قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے وزیر با تدبیر تھے، آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی اور آپ کے عہد حکومت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے، آپ راست گفتار اور ملہم من اللہ تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق بات آپ کے دل میں القا کی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی ایسے لوگ ہوتے تھے جو اللہ کی طرف سے الہام کی نعمت سے خاص طور پر نوازے جاتے تھے، تو اگر میری امت میں سے کسی کو اس نعمت سے خاص طور پر نوازا گیا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (متفق علیہ)

''محدَّث'' اللہ تعالیٰ کے اس خوش نصیب بندے کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت الہامات ہوتے ہوں اور اس بارے میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ ہو اور وہ نبی نہ ہو کسی نبی کا امتی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے قلب میں حق رکھ دیا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وافقت ربی فی ثلاث: فی مقام ابراھیم وفی الحجاب وفی اساری بدر. (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (یعنی میری رائے وہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کا حکم آنے والا تھا) (۱) مقام ابراہیم کے بارے میں میں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش ایسا ہوتا کہ مقام ابراہیم کو خصوصیت سے نماز کی جگہ قرار دے دیا جائے تو سورہ بقرہ کی آیت نمبر: ۱۲۵ نازل ہوئی اور اس میں حکم آ گیا ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ آیت کا آسان اور عام فہم مطلب یہ ہے کہ طواف کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں۔

(۲) جب تک مستورات کے لیے حجاب یعنی پردے کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، عام مسلمانوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں بھی بضرورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد ورفت ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے داعیہ پیدا فرمایا کہ خاص کر ازواجِ مطہرات کے لیے حجاب کا خصوصی حکم آ جائے، چنانچہ اس بارے میں آیت نازل ہوگئی: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (احزاب: ٥٤)

(۳) غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور مشرکین کی شکست کے بعد ان کے جو آدمی گرفتار کر کے قیدی بنائے گئے ان کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ یہ سب اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے جانی دشمن اور اکابر مجرمین ہیں، ان سب کو قتل کر دیا جائے، ان کو زندہ چھوڑ دینا ایسا ہی ہے جیسے زہریلے سانپوں کو زندہ چھوڑنا، اس بارے میں بھی سورۂ انفال کی آیات نازل ہوئیں۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی ایران فتح ہوا، ایران کے جو مجوسی جنگی قیدیوں کی حیثیت سے گرفتار کر کے لائے گئے وہ شرعی قانون کے مطابق مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے تا کہ وہ ان سے غلام اور خادم کی حیثیت سے کام لیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے کھانے پینے وغیرہ ضروریات زندگی کی کفالت کریں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ایران سے آئے ہوئے ان اسیران جنگ میں ایک بدبخت ابولؤلؤ فیروز نامی مجوسی بھی تھا جو مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا گیا، اس نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ایک خنجر تیار کیا اور اس کے بعد رات میں مسجد نبوی کے محراب میں چھپ کر بیٹھ گیا، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فجر کی نماز بہت سویرے اندھیرے میں شروع کرتے ذی الحجہ کی ۲۷ تاریخ تھی وہ حسب معمول فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی ابھی تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ اس خبیث ایرانی مجوسی نے اپنے دو دھاری خنجر سے تین کاری زخم آپ کے شکم مبارک پر لگائے، آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، آپ پر حملہ کے بعد اس مجوسی نے اپنے آپ کو بھی قتل کر لیا۔

تین دن بعد امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ یکم محرم بروز ہفتہ شہید ہو گئے، آپ کا جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور روضہ اقدس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

تشریح:

حدیث کا جو ترجمہ اوپر کیا گیا ہے وہ خود مطلب خیز ہے اور نفس مفہوم کے بیان کے لیے اس کے بعد مزید کسی تشریح کی حاجت نہیں، لیکن اس کی خصوصی اہمیت کا تقاضہ ہے کہ اس کے مطالب وفوائد پر کچھ لکھا جائے۔

حدیث کا اصل منشاء امت پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ تمام اعمال کی اصلاح وفساد اور مقبولیت ومردودیت کا مدار نیت پر ہے، یعنی عمل صالح وہی ہوگا اور اسی کی اللہ کے ہاں قدر وقیمت ہوگی جو صالح نیت سے کیا گیا ہو اور جو ''عمل صالح'' کسی بری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض اور فاسد نیت سے کیا گیا ہو وہ صالح اور مقبول نہ ہوگا، بلکہ نیت کے مطابق فاسد اور مردود ہوگا۔ اگرچہ ظاہری نظر میں ''صالح'' ہی معلوم ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کے ساتھ نیت کو اور ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی دیکھنے والا ہے۔ اس کے ہاں ہر عمل کی قدر و قیمت عمل کرنے والے کی نیت کے حساب سے لگائی جائے گی۔

ایک غلط فہمی:

کسی کو اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جب دار و مدار نیت پر ہی ہو تو اگر برے کام بھی کسی اچھی نیت سے کیے جائیں تو وہ اعمال صالحہ ہوں گے۔ اور ان پر بھی ثواب ملے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اس نیت سے چوری اور ڈکیتی کرے کہ جو مال اس سے حاصل ہوگا اس سے وہ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرے گا تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ جو کام بذاتِ خود برے ہیں اور جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے ان میں حسن نیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، وہ تو بہر حال قبیح اور موجب غضب الٰہی ہیں، بلکہ ان کے ساتھ اچھی نیت رکھنا اور ان پر ثواب کی نیت رکھنا شاید ان کی مزید قباحت کا اور سزا میں زیادتی کا باعث ہو، کیونکہ یہ اللہ کے دین کے ساتھ ایک قسم کا تلاعب (کھیل) ہوگا، بلکہ حدیث کا منشاء ''اعمال صالحہ'' کے متعلق یہ جتلانا ہے کہ وہ بھی اگر کسی بری نیت سے کیے جائیں گے تو پھر وہ ''اعمال صالحہ'' نہیں رہیں گے۔ بلکہ بری نیت کی وجہ سے ان کا انجام بھی برا ہوگا۔ مثلاً جو شخص نماز نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھتا ہو جس کو ہم اعلیٰ درجے کا عمل صالح سمجھتے ہیں وہ اگر یہ خشوع و خضوع اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اس کی دینداری کے متعلق اچھی رائے قائم کریں اور اس کا اعزاز و اکرام کیا جائے، تو اس حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رو سے اس کی یہ خشوع وخضوع والی نماز اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی، یا مثلاً ایک شخص دارالکفر سے دار الایمان کی طرف ہجرت کرتا ہے، اور اس کے لیے ہجرت کی ساری مشقتیں اور مصیبتیں برداشت کرتا ہے لیکن اس کی غرض اس ہجرت سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی نہیں بلکہ کوئی اور دنیاوی غرض ہے، مثلاً دار الہجرت میں رہنے والی کسی عورت سے نکاح کی خواہش اس کی ہجرت کے لیے محرک ہوئی ہے تو یہ ہجرت ہجرتِ اسلام نہ ہو گی۔ اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہ ہو گا، بلکہ الٹا گناہ ہو گا، بس یہی ہے اس حدیث کا اصل منشاء۔

بڑے سے بڑا عمل بھی اگر اخلاص اور للّٰہیت سے خالی ہو گا تو وہ جہنم ہی میں لے جائے گا:

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ: ''قیامت کے دن سب سے پہلے تین شخصوں کے متعلق عدالت الٰہیہ سے جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ سب سے پہلے ایسے شخص کی پیشی ہو گی جو جہاد میں شہید ہوا ہو گا۔ وہ جب حاضر عدالت ہو گا تو اللہ تعالیٰ پہلے اس کو اپنی نعمتیں جتلائیں گے اور یاد دلائیں گے، وہ اس کو یاد آ جائیں گی، پھر اس سے فرمایا جائے گا بتلا! تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اور کیا عمل کیے؟ وہ عرض کرے گا اے اللہ! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور تیری رضا طلبی میں جانِ عزیز تک قربان کر دی۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے تو صرف اس لیے جہاد کیا تھا کہ تو بہادر مشہور ہو، تو دنیا میں تیری بہادری کا چرچا ہو چکا، پھر اللہ کے حکم سے اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک ''عالم دین'' اور ''قاریٔ قرآن'' حاضر عدالت کیا جائے گا اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے تیرے دین اور تیری کتاب کے علم کو پڑھا اور پڑھایا، اور یہ سب تیری رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کیا، حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تم نے تو عالم، قاری، اور مولانا کہلانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا۔ پھر بحکم الٰہی اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک شخص پیش ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و دولت دیا ہوگا، اس سے بھی سوال کیا جائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے خیر کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں تیری رضا جوئی کے لیے اپنا مال نہ خرچ کیا ہو، حق تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹا ہے تو نے تو صرف اس لیے مال خرچ کیا تھا کہ دنیا تجھ کو سخی کہے، تو دنیا میں تیری سخاوت کا خوب چرچا ہوگیا۔ پھر اس کو بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (مسلم) (اللہ پناہ میں رکھے نیتوں کے فساد بالخصوص ریا و نفاق سے۔ آمین)

الغرض اللہ کے ہاں وہی عمل کام آئے گا جو صالح نیت سے یعنی محض رضا الٰہی کے لیے کیا گیا ہو، دین کی خاص اصطلاح میں اسی کا نام اخلاص ہے۔

قرآن مجید میں مخلصوں اور غیر مخلصوں کی مثال:

قرآن پاک کی درج ذیل دو آیتوں میں صدقات و خیرات کرنے والے دو قسم کے آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک وہ لوگ جو دنیا کے دکھاوے کے لیے اپنا مال مصارف خیر میں صرف کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو محض اللہ کی رضا جوئی کی نیت سے غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی مدد کرتے ہیں، ان دونوں گروہوں کے ظاہری عمل میں قطعی یک رنگی ہے، اور ظاہر ہے کہ آنکھ ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں کرسکتی، لیکن قرآن پاک بتلاتا ہے کہ چونکہ ان کی نیتیں مختلف ہیں اس لیے ان دونوں کے عمل کے نتیجے بھی مختلف ہیں، ایک کا عمل سراسر برکت ہے اور دوسرے کا بالکل اکارت (فضول)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ط لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة:٢٦٤]

''اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے پتھر کی ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی آ گئی ہو، (اور اس پر کوئی سبزہ جم جائے) پھر اس پر زور کی بارش گرے جو اس کو بالکل صاف کر دے، تو ایسے ریا کار لوگ اپنی کمائی کا کچھ بھی پھل نہ لے سکیں گے اور ان منکر لوگوں کو اللہ اپنی ہدایت اور اس کے میٹھے پھل سے محروم ہی رکھے گا۔''

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ ۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ﴾.

[البقرة:٢٦٥]

'' اور ان لوگوں کی مثال جو محض اللہ کی رضا مندی کے لیے اور اپنے نفسوں کو ایثار و انفاق اور اللہ کی راہ میں قربانی کا خوگر بنانے کے لیے اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس پھولنے پھلنے والے باغ کی سی ہے جو ٹیکری پر واقع ہو اس پر جب زوروں کی بارش ہو تو وہ دوگنا چوگنا پھل دے۔''

تو اگرچہ ان دونوں نے بظاہر یکساں طور پر اپنا مال غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ کیا، مگر ایک کی نیت چونکہ محض دکھاوے کی تھی اس لیے لوگوں کے دیکھ لینے یا زیادہ سے زیادہ ان کو وقتی داد تحسین کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، کیونکہ اس کی غرض اس انفاق سے اس کے سوا کچھ اور تھی ہی نہیں۔۔ لیکن دوسرے نے چونکہ اس ایثار و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفاق سے صرف اللہ کی رضا مندی اور اس کا فضل و کرم چاہا تھا اس لیے اللہ نے اس کو اس کی نیت کے مطابق پھل دیا۔

بس یہی وہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے۔

اس دنیا میں صرف ظاہر پر تمام فیصلے کیے جاتے ہیں اور آخرت میں نیتوں پر کیے جائیں گے:

یہ عالم جس میں ہم ہیں اور ہم کو جس میں کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے ''عالم ظاہر'' اور ''عالم شہادت'' ہے، اور ہمارے حواس و ادراکات کا دائرہ بھی یہاں صرف ظاہر اور مظاہر ہی تک محدود ہیں، یعنی یہاں ہم ہر شخص کا صرف ظاہری چال چلن دیکھ کر ہی اس کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اور اسی کی بنیاد پر اس کے ساتھ معاملہ کر سکتے ہیں، ظاہری اعمال کے علاوہ ان کی نیتوں، دل کے بھیدوں اور سینوں کے رازوں کے دریافت کرنے سے ہم قاصر ہیں، اسی لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''نحن نحکم بالظاھر واللہ یتولی السرائر'' (یعنی ہمارا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے، اور مخفی راز اللہ کے سپرد ہیں) لیکن عالم آخرت میں فیصلہ کرنے والا اللہ تعالیٰ علاّم الغیوب ہے اور وہاں اس کا فیصلہ نیتوں اور دل کے ارادوں کے لحاظ سے ہوگا، گویا احکام کے بارے میں جس طرح یہاں ظاہری اعمال اصل ہیں اور کسی کی نیت پر یہاں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا اسی طرح وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا اور حق تعالیٰ کا فیصلہ نیتوں پر ہوگا اور ظاہری اعمال کو ان کے تابع رکھا جائے گا۔

حدیث کی خصوصی اہمیت:

یہ حدیث ان ''جوامع الکلم'' (یعنی رسول اللہ ﷺ کے ان مختصر، مگر جامع اور وسیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المعنی ارشادات) میں سے ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دین کے کسی بڑے اہم حصہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ اور ''دریا بکوزہ'' کے مصداق ہیں، یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ''اسلام'' کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں آگیا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ ان ائمہ نے فرمایا مبالغہ نہیں ہے، بلکہ عین حقیقت ہے، کیونکہ اصولی طور پر اسلام کے تین ہی شعبے ہیں۔

① ایمان (یعنی اعتقادیات) ② اعمال ③ اخلاص

چونکہ یہ حدیث اخلاص کے پورے شعبے پر حاوی ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام کا ایک تہائی حصہ اس میں آگیا ہے۔ اور پھر اخلاص وہ چیز ہے جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہے، خاص کر جب بندہ کوئی اچھا سلسلہ شروع کرے خواہ وہ علمی ہو یا عملی تو وہ اس کا حاجت مند ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اس کے سامنے ہو، اسی لیے بعض اکابر نے اپنی مولفات کو اسی حدیث سے شروع کرنا بہتر سمجھا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع صحیح'' کو اور ان کے بعد امام بغوی نے ''مصابیح'' کو اسی حدیث سے شروع کیا ہے، گویا اسی کو ''فاتحۃ الکتاب'' بنایا ہے اور حافظ الحدیث ابن مہدی سے منقول ہے کہ جو شخص کوئی دینی کتاب تصنیف کرے اچھا ہو کہ وہ اسی حدیث سے اپنی کتاب کا آغاز کرے۔ (آگے فرمایا) اور اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کے ہر باب کو اسی حدیث سے شروع کروں گا۔ (فتح الباری)

حدیث کا شانِ ورود:

اس آخری جملے سے "او امراۃ ینکحھا" سے بعض علماء کو یہ شبہ ہوا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے یہ حدیث کسی خاص واقعہ کی وجہ سے بیان کی ہے، وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک آدمی نے ام قیس نامی عورت سے شادی کرنے کے لیے مدینہ کی طرف ہجرت کی جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بعد میں مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہو گیا تھا تو نبی ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ [المفهم للقرطبي: ۷٤٥/۳]

لیکن حافظ ابن رجب نے اس سبب کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یہ واقعہ نبی مکرم ﷺ کے دور میں نہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں رونما ہوا تھا۔ [جامع العلوم والحكم: ٦١-٧٣]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عورت کا ذکر دنیا کے بعد آنا "من باب الخاص بعد العام" ہے کیونکہ عورت کا فتنہ سخت ہوتا ہے اس لیے اس سے ڈرانا مقصود ہے۔

فضیلت علم

۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)).

[بخاري: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، رقم: ٦٩ ومسلم: كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، رقم: ١٧١٩]

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کرتے ہیں۔"

راوی الحدیث:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابو سفیان کے ذہین وفطین فرزند تھے، اموی اور قریشی تھے، آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے، فتح مکہ کے دن باپ اور بیٹا دونوں اسلام کی صدائے سحر آگین سے مانوس ہو کر اسلام میں داخل ہوئے، خلافت فاروقی میں یزید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابو سفیان کی وفات کے بعد شام کے والی بنے اور خلافت فاروقی کے آخری چار سال اور خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ وخلافت علی رضی اللہ عنہ اور خلافت امام حسن تک شام کے حاکم رہے، یہاں تک کہ امام حسن بن علی نے زمام خلافت ان کے ہاتھ میں دے دی، ماہِ رجب ۶۰ ھ میں بعارضہ لقوہ دمشق میں فوت ہو گئے۔

ان کے پاس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تہ بند مبارک اور چادر مبارک اور قمیض مبارک تھے، مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک میں تکفین کرنا اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک میں مجھے لپیٹنا اور مجھے اللہ رب العزت کے سپرد کر دینا۔

تَشْرِیح:

اس حدیث سے علم اور عالم کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ جس شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ خیر وبھلائی کے راستہ پر چلانا چاہتے ہیں اسے علم کی دولت عطا فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ وہ کسی شخص کو دین امور یعنی احکامِ شریعت اور راہِ طریقت وحقیقت کی سمجھ عنایت فرما دیں جو رُشد وہدایت اور خیرو بھلائی کی سب سے بڑی شاہراہ ہے۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) .

[بخاري: كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم، رقم: ٧ ومسلم: كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ...... رقم: ٢١]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اول: اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ دوم: پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ سوم: زکوۃ دینا۔ چہارم: حج کرنا۔ پنجم: رمضان کے روزے رکھنا۔

راوی الحدیث:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳ نبوی یعنی بعثت کے تیسرے سال ہوئی، ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے یہ مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی بہن ہیں، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی انہی کی صاحبزادی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی، قریبی عزیز اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ باکمال صاحبزادے ہیں، جن کے صلاح وتقویٰ کی شہادت خود زبان نبوت نے دی ہے، صحیحین کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ دو فرشتے پکڑ کر مجھے آگ کے ایک کنویں کے پاس لے گئے ہیں میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور ''أعوذ باللہ من النار أعوذ باللہ من النار'' پڑھنے لگا ایک اور فرشتے نے مجھ سے کہا: ڈرو نہیں۔ میں نے یہ خواب اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نعم الرجل عبداللہ لو کان یصلی من اللیل.

''عبداللہ بہترین شخص ہے کیا ہی اچھا ہو تہجد بھی پڑھنے لگے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالم جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کے بعد میرے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بس برائے نام ہی سوتے تھے۔

سادگی کا یہ حال تھا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوا مجھے اندر گھر میں ہی بلا لیا، میں نے دیکھا کہ وہ اس ٹاٹ یا موٹے کپڑے پر لیٹے ہوئے ہیں جو ان کے اونٹ پر کجاوہ کے نیچے ڈالا جاتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان کو قاضی بنانا چاہا لیکن ان کے اصرار کے باوجود کسی طرح راضی نہ ہوئے۔

اتباعِ سنت کا غیر معمولی اہتمام کرتے، اس معاملے میں کسی کی رعایت نہ کرتے ایک بار ایک شخص نے ان سے حج تمتع کے بارے میں دریافت کیا کہ تمتع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے، اس شخص نے کہا کہ آپ کے والد صاحب تو تمتع کرنے سے منع کرتے تھے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بتلاؤ کہ اگر میرے والد صاحب منع کرتے ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو تو کیا میرے والد صاحب کی اتباع کی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ اس شخص نے کہا کہ اتباع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کی جائے گی، اس کے بعد فرمایا: تو سن لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حج تمتع ہی کیا ہے۔

صحابہ وتابعین ان کے فضل وکمال کے بہت معترف تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے جن کو محدثین نے مکثرین فی الروایۃ کے طبقہ میں ذکر کیا ہے ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۶۳۰ ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد وہ سب سے زیادہ احادیث نقل کرنے والے صحابی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریبا ساٹھ سال زندہ رہے، غزوات میں شرکت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ زندگی کا اکثر حصہ مدینہ اور مکہ ہی میں گزرا، لوگ جوق در جوق آتے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا علم حاصل کرتے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بڑے مشکل حالات میں بھی وہ راہِ اعتدال پر ہی گامزن رہے۔

مکہ مکرمہ ہی میں ۷۳ یا ۷۴ میں تقریبا ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

تشریح:

''اسلام'' کو ایک عمارت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے کہ جس طرح کوئی بلند وبالا اور خوشنما عمارت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ اس کے نیچے بنیادی ستون نہ ہوں، اسی طرح اسلام کے بھی پانچ بنیادی ستون ہیں جن کے بغیر کوئی شخص اپنے اسلام کو وجود وبقا نہیں دے سکتا، انہی پانچ ستونوں کو اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اور وہ ہیں: عقیدۂ توحید ورسالت، نماز، زکوۃ، حج اور روزہ۔ جو شخص خود کو مؤمن ومسلمان بنانا اور قائم رکھنا چاہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اعتقادی وفکری اور عملی واخلاقی زندگی کی اساس ان پانچوں ستونوں کو قرار دے، پھر جس طرح کسی عمارت کی شان وشوکت اور دیدہ زیبی وخوشنمائی درودیوار کے نقش ونگار اور آرائش وزیبائش پر منحصر ہوتی ہے اسی طرح اسلام کے حسن وکمال کا انحصار بھی ان اعمال پر ہے جن کو واجبات ومستحبات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایمان کی لذت

٤۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ)) .

[البخاري، كتاب الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره أن يلقى في النار من الإيمان، رقم: ٢٠، ومسلم، كتاب الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، رقم: ٦٠، هذا لفظ البخاري]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حقیقی لذت سے لطف اندوز ہوگا۔ اول یہ کہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو۔ دوسرا یہ کہ کسی بندے سے اس کی محبت محض اللہ کے لیے ہو۔ تیسرا یہ کہ جب اسے اللہ تعالیٰ نے کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان واسلام کی روشنی سے نواز دیا تو اب وہ اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔''

راوی الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینہ کے مشہور خاندان قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ننہیال اسی قبیلہ کی ایک شاخ بنی نجار سے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی، آپ بہت ذہین تھے، آپ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ان انسا غلام کیس فلیخدمك. ''اے اللہ کے رسول! انس بہت سمجھدار بچہ ہے ہم اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی خدمت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ لیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے نام کے ساتھ خادم رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لگاتے اور اس پر فخر کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ سے بہت محبت تھی کبھی کبھی پیار ومحبت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یا بُنَیَّ! یعنی اے میرے بیٹے! کہہ کر پکارتے تھے۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا پورا وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور صحبت میں گزرا اور انہیں بہت قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کو دیکھنے اور اقوال کو سننے کا موقع ملا ہے۔ ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۲۲۷۶ ذکر کی جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بعض حکومتی کاموں کا ذمہ دار بنا کر بحرین بھیجا تھا، آخر میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں ۹۳ھ میں وفات پائی۔ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

تشریح:

کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے سوا تمام دنیا اس کے سامنے ہیچ ہو۔

اسی طرح یہ شان بھی مؤمن کامل ہی کی ہو سکتی ہے کہ اگر وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اگر کسی سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں۔ غرضیکہ اس کا جو بھی عمل ہو صرف اللہ کے لیے ہو اور اس کے حکم کی تعمیل میں ہو۔

ایسے ہی ایمان کا پختگی کے ساتھ دل میں بیٹھ جانا اور اسلام پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا اور کفر وشرک سے اس درجہ بیزاری ونفرت رکھنا کہ اس کے تصور وخیال کی گندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی دل پاک وصاف رہے۔ ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔

اسی لیے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ایمان کی حقیقی دولت کا مالک اور اس پر جزا وانعام کا مستحق تو وہی شخص ہے جو ان تینوں اوصاف سے پوری طرح متصف ہو اور ایمان کی حقیقی لذت کا ذائقہ وہی چکھ سکتا ہے جس کا دل ان چیزوں کی روشنی سے منور ہو۔

جنت میں جانے سے انکار

۵۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قِيْلَ وَمَنْ أَبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى)) .

[بخاري: كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول اللهﷺ، رقم: ٦٧٣٧]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا اور سرکشی کی، پوچھا گیا: وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت وفرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کردیا۔''

راوی الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اسماء الرجال کے واقفین کے مابین سخت اختلاف ہے ایسا اختلاف کسی بھی صحابی کے نام میں نہیں ہے۔ ان کے نام کے بارے میں تقریباً تیس قول ذکر کیے جاتے ہیں، امام ترمذی علیہ السلام نے ناموں کے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد عبد شمس یا عبداللہ نام بتلایا ہے اور کہتے ہیں کہ امام بخاری علیہ السلام نے عبداللہ نام کو ترجیح دی ہے۔

امام نووی علیہ السلام نے شرح مسلم میں عبدالرحمٰن بن صخر کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں:

أبو هريرة رضي الله عنه عبدالرحمن بن صخر علی الأصح من نحو ثلاثین قولا.

یہی بات تذکرۃ الحفاظ میں بھی ہے۔

آپ اپنی کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ مشہور ہیں، آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا اس قبیلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی: **اللّٰهم اهد دوسا وأت بهم.** ''الٰہی! قبیلہ دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اوران کو میرے پاس پہنچا دے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیس (۳۰) سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے علم کے بڑے حریص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف علم ودین ہی کا سوال کرتے تھے، ان کی اس صفت کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نے بھی دی ہے، خود کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: **من أسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة.** ''اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ کس خوش نصیب کو فائدہ پہنچے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: **لقد ظننت يا ابا هريرة! ان يسئلني من هذا الحديث أحد اول منك لما رأيت من حرصك على الحديث أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال لا إله إلا اللّٰه خالصا من قلبه.** ''ابو ہریرہ! میرا یہی خیال تھا کہ یہ سوال سب سے پہلے تم ہی کرو گے اس لیے کہ میں تمہاری حرص حدیث سے واقف ہوں، اس کے بعد اصل سوال کا جواب ارشاد فرمایا: میری شفاعت سے سب سے زیادہ فائدہ اخلاص قلب کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنے والے کو ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے بھی وافر حصہ ملا تھا، ان کے حافظے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے دعائیں فرمائیں، اسی لیے ان کو محدثین نے احفظ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احفظ من روی الحدیث فی عصرہ کہا ہے۔

مرضِ وفات میں جب وقت معلوخ ہونے لگا تو رونے لگے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: من قلة الزاد وشدة المفازة. ''سفر سخت ہے اور زادِ راہ کم ہے'' یہ خوفِ آخرت تھا ورنہ اگر ان کے پاس زادِ راہ کم تھا تو پھر کس کے پاس زیادہ ہوگا۔ خلیفہ مروان عیادت کو آئے اور دعا کی شفاك الله. ''اللہ آپ کو شفا دے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی فوراً دعا کی: اللّٰھم أحب لقاؤك فاحب لقائی. ''اے اللہ! میں آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوں، آپ بھی میری ملاقات کو پسند فرما لیجیے۔'' تھوڑی دیر کے بعد اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینے آنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مہمان اپنے مالک حقیقی کی رحمت کی آغوش میں پہنچ گیا، رضی اللہ عنه وأرضاه.

سنہ وفات میں بھی اختلاف ہے ۵۷، ۵۸، ۵۹ھ سن وفات ذکر کیے جاتے ہیں۔ ۵۷ھ راجح ہے، وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی ولید بن عقبہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گا اور اطاعت وفرمانبرداری کا معنی یہ ہے کہ انسان ہر چھوٹے بڑے کام میں، ہر معمولی اور اہم معاملے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اتباع واقتدا کرے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ تمہیں جس کام کا حکم دیں، اس پر عمل کرو، جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔'' اس لیے کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جس نے میری اطاعت نہ کی اور میرے احکام وفرمان کو ماننے سے انکار کر دیا گویا کہ اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔

دین میں نئی بات داخل کرنا مردود عمل ہے

٦۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)).

[بخاری: كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، رقم: ٢٤٩٩

ومسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، رقم: ٣٢٤٢]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات داخل کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود عمل ہے۔''

راوی الحدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں، آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو اول المؤمنین ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ ام رومان بھی اولین مؤمنات میں سے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی درجہ کا ایمانی تعلق رکھنے والی خاتون خولہ بنت حکیم نے آپ سے نکاح کے بارے میں گفتگو کی اور اس موقع پر انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی عرض کیا تھا، جن کی عمر اس وقت صرف چھ، سات سال کے قریب تھی، اور بخاری ومسلم وترمذی کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں بھی متعدد بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صورت دکھلائی گئی اور بتلایا گیا کہ یہ دنیا وآخرت میں آپ کی زوجہ ہونے والی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ہی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین کی طرف پیغام پہنچانے پر مامور فرمایا اور شوال کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، جس کے بعد تقریباً تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مکہ مکرمہ ہی میں رہا۔ بعثت کے ۱۳ سال پورے ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح تین سال پہلے مکہ مکرمہ ہی میں ہو چکا تھا، اب تقریباً ۹، ۱۰ سال کی ہوگئیں تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی غیرِ معمولی صلاحیت کا پورا اندازہ تھا اور جانتے تھے کہ تعلیم وتربیت اور سیرت سازی کا بہترین اور سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ صحبت ہے اس لیے انہوں نے خود ہی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نامناسب نہ ہو تو یہ بہتر ہوگا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ اور شریک حیات کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منظور فرما لیا۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں صرف انہیں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ صغر سنی یعنی ۹، ۱۰ سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت اور تعلیم وتربیت سے مستفید ہوتی رہیں۔ اسی طرح چند اور سعادتیں بھی تنہا انہیں کے حصے میں آئیں، جن کا وہ خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ذکر فرمایا کرتی تھیں، فرماتی ہیں کہ تنہا مجھے ہی یہ شرف نصیب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے سے ہی آپ ﷺ کو خواب میں میری صورت دکھلائی گئی۔ اور آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے تنہا میں ہی ہوں جس کا آپ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے کسی دوسرے کے ساتھ یہ تعلق اور رشتہ نہیں ہوا، اور تنہا مجھی پر اللہ تعالیٰ کا یہ کرم تھا کہ آپ ﷺ جب میرے ساتھ ایک لحاف میں آرام فرما ہوتے تو آپ ﷺ پر وحی آتی، اور یہ کہ میں آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی اور اس باپ کی بیٹی ہوں جو نبی مکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے، اور یہ کہ بعض منافقین کی سازش کے نتیجے میں جب مجھ پر ایک غلط تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری براءت کے لیے قرآنی آیات نازل فرمائیں جن کی قیامت تک اہل ایمان تلاوت کرتے رہیں گے اور ان آیات میں مجھے پاک نبی ﷺ کی پاک بیوی فرمایا گیا، نیز اس سلسلے کی آخری آیت میں ﴿أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ فرما کر میرے لیے مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

اور یہ بھی صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے لیے خوش نصیبی کی بات تھی کہ آپ ﷺ نے زندگی کا آخری پورا یک ہفتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر میں قیام فرمایا اور آخری لمحات میں بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھیں اور جس وقت بحکم الٰہی روح مبارک نے جسد اطہر سے مفارقت اختیار کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس ہی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا گھر قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کی آرام گاہ بنا یعنی اسی میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

جب نبی مکرم ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی فقیہ، عاملہ، فاضلہ، فصیحہ اور کثیر الروایت تھیں، ایام عرب کے حالات کی واقفہ اور اشعار جاہلیت کی حافظہ تھیں۔

مدینہ منورہ میں ۵۸ھ یا ۵۷ھ میں ۱۷ رمضان المبارک کو وفات پائی، آپ رضی اللہ عنہا کا ارشاد تھا کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے، چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین رات کو ہی کی گئی، نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تشریح:

مؤمن ومسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اعتقاد وایمان پختہ اور کامل ہو کہ قرآن وسنت نے جو راستہ بتایا ہے اس پر پورے یقین کے ساتھ چلنا اور شریعت نے جو حدود قائم کر دی ہیں ان کے اندر پورے اعتقاد کے ساتھ رہنا ہی عین فلاح وسعادت سمجھے، اپنی طرف سے ایسے راستے پیدا کرنا جو شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوں، یا ایسے طریقے اختیار کرنا جو قرآن وسنت کے صحیح راستے سے الگ ہوں نہ صرف یہ کہ ایمان واعتقاد کی سب سے بڑی کمزوری ہے بلکہ دعویٰ اسلام کے برخلاف ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں ان لوگوں کو مردود قرار دیا گیا ہے جو محض اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض کی بنا پر دین وشریعت میں نئے نئے طریقے رائج کرتے ہیں اور ایسی غلط باتوں کو شریعت میں داخل کرتے ہیں جن کا اسلام میں سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا۔

نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ

۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا۔ وفي رواية: ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَآئِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا)).

[بخاري: كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام، رقم: ٧١٥ مسلم: كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، رقم: ٦٠٢]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا (پہلے) اس نے نماز پڑھی، پھر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''جاؤ اور پھر نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ چلا گیا اور جس طرح پہلے نماز پڑھی تھی اسی طرح پھر نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر پھر اس سے فرمایا: ''جاؤ نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں۔'' دوسری یا تیسری مرتبہ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے سکھلا دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کر لو، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر تکبیر کہو پھر قرآن کی جو (سورۃ وغیرہ) تمہیں آسان معلوم ہو اسے پڑھو پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر اطمینان کے ساتھ (دوسرا) سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ پھر سرا ٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اپنی تمام نماز اسی طرح ادا کرو۔''

تشریح:

طمانینت کا مطلب یہ ہے کہ رکوع وسجود وغیرہ میں پوری دلجمعی اور سکون کے ساتھ ٹھہرا جائے تا کہ بدن کے تمام جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جائیں اور ان ارکان میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ پورے اطمینان کے ساتھ پڑھی جائیں۔ جو لوگ محض رسمی طور پر نماز ادا کرتے ہیں ان کی نماز میں وہ لذت وسرور اور محویت ومزا نہیں ہوتا جو ان کے دل کو دنیا میں مشغول ہونے سے بچائے اور نفس امارہ کو مغلوب کرے اور جو روحانیت کو قوی کرے، لہٰذا حقیقی نماز کا فائدہ تب ہی ہو گا جب نماز نبی مکرم ﷺ کے طریقے کے ساتھ خشوع وخضوع سے اطمینان وآرام سے پڑھی جائے۔

مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعا

۸۔ عَنْ اَبِي اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب ما يقول إذا دخل المسجد، رقم: ١١٦٥]

''حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے) اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھ لے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (اے اللہ! میں تیرا ہی فضل چاہتا ہوں)۔''

راوی الحدیث:

آپ کا اسمِ گرامی مالک بن ربیعہ تھا اور کنیت ابو اُسید تھی والدہ کا نام عمیرہ بنت الحارث تھا، تمام غزوات ومشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، فتح مکہ کے دن بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، ۷۸ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

تشریح:

پہلی دعاء کا مطلب تو یہ ہے کہ ''اے اللہ! اس مقدس ومحترم جگہ کی برکت سے یا اس مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق دینے کے سبب سے یا نماز کے حقائق ظاہر کرنے کے سبب سے مجھ پر اپنی رحمتوں، اپنی نوازشوں اور اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دے۔''

دوسری دعا میں ''فضل'' سے مراد حلال رزق ہے کیونکہ نماز سے فارغ ہو کر بندہ اسباب معیشت ہی کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔

تحیۃ المسجد کا بیان

۹۔ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)).

[بخاري: كتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، رقم: ٤٢٥ ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب تحية المسجد بركعتين، رقم: ١١٦٦]

''حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔''

راوی الحدیث:

آپ کا اسمِ گرامی حارث بن ربعی ہے اور کنیت ابو قتادہ ہے، ان کی کنیت ان کے نام پر غالب آ گئی ہے، انصاری اور خزرجی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسواروں میں سے یہ بھی ایک شہسوار تھے، مدینہ طیبہ میں ۵۴ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے، بعض کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔

تشریح:

تحیۃ المسجد یعنی مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھنے کا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، سبھی نماز کے لیے وقت کی قید نہیں ہوتی، جب بھی مسجد میں داخل ہو دو رکعت نماز پڑھنا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

مساجد چونکہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، مقدس مقام ہیں ان میں جا کر بیہودہ باتیں اور خیالات فاسدہ میں مستغرق ہونا وقت برباد کرنے کے مترادف ہے لہٰذا اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے ہی عبادت الٰہی میں مشغول ہونا چاہیے اور دو رکعت نماز ادا کرنا چاہیے انھی دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس موضوع پر میرا ایک مستقل رسالہ ''تحیۃ المسجد کا حکم'' کے نام سے کتابی صورت میں موجود ہے جس میں اس موضوع کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے۔)

نماز میں سورۂ فاتحہ کی اہمیت

۱۰۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)).

[بخاری: كتاب الأذان، باب وجوب القراءة، رقم: ٧١٤ ومسلم: كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، رقم: ٥٩٥]

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔''

راوی الحدیث:

آپ کا نام عبادہ بن صامت اور کنیت ابوالولید ہے، انصاری، سالمی، خزرجی ہیں، غزوہ بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شمولیت فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں شام کا حاکم اور معلم بنایا، کچھ عرصہ حمص میں قیام فرمایا، پھر فلسطین چلے گئے، مقام رملہ یا بیت المقدس میں ۳۴ھ میں بعمر ۷۲ سال کے وفات پائی۔

تشریح:

قراءت فاتحہ خلف امام فرض ہے اور قراءت والی حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح وثابت ہے اور حدیث عدم قراءت کی ضعیف وغیر صحیح ہے، جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے قراءت فاتحہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور ایک دوسری حدیث میں ابن حبان اور دارقطنی سے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: ((لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْکِتَابِ)) کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز کافی نہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عام طور پر فرمایا کہ جو شخص مقتدی ہو یا امام یا منفرد نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، پس ثابت ہوا کہ ہر نمازی کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

اور یہ حدیث متفق علیہ ہے اس وجہ سے اعلیٰ درجے کی صحیح ہے اور مقتدیوں کو خاص طور پر بھی سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کو فرمایا گیا ہے، چنانچہ ابوداود، ترمذی وغیرہما میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام کے پیچھے کچھ مت پڑھو مگر سورۂ فاتحہ پڑھو اس واسطے کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔

یہ حدیث بھی صحیح ہے بہت سے محدثین نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے اور جتنی حدیثیں قراءت فاتحہ، خلف امام کی ممانعت میں پیش کی جاتی ہیں ان میں جو حدیثیں صحیح ہیں ان سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور جن سے ممانعت ثابت ہوتی ہے وہ یا تو بالکل بے اصل ہیں یا ضعیف ونا قابل احتجاج۔

علمائے حنفیہ میں سے صاحب تعلیق الممجد نے اس کی تصریح کر دی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: **لم یرو فی حدیث مرفوع صحیح النهی عن قراءة الفاتحة خلف الإمام وكل ما ذكروه مرفوعا فيه اما لا اصل وإما لا يصح۔ تعليق الممجد** (صفحہ:۱۰۱)

یعنی کسی حدیث مرفوع صحیح میں قراءت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت نہیں وارد ہوئی اور ممانعت کے بارے میں علمائے حنفیہ جتنی مرفوع حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ یا تو بے اصل ہیں یا صحیح نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ کوفہ والوں سے ایک قوم کے سوا باقی تمام لوگ قراءت فاتحہ، خلف امام کے قائل ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جو بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں، فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(أنا أقرأ خلفَ الإمام والناس يقرؤون إلا قوم من الكوفيين) .

[جامع ترمذی:صفحہ:۵۹]

''یعنی میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور تمام لوگ امام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں، مگر کوفہ والوں میں سے ایک قوم۔''

اور خود علمائے حنفیہ میں سے بعض لوگوں نے ہر نماز میں (سری ہو خواہ جہری) قراءت فاتحہ، خلف امام کو مستحسن بتایا اور بعض لوگوں نے صرف سری نماز میں، چنانچہ علامہ ی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

بعض اصحابنا يستحسنون ذلك على سبيل الإحتياط فى جميع الصلوٰات وبعضهم فى السرية فقط وفقهاء الحجاز والشام .

مسجد کی عظمت وتقدس کا خیال رکھنے کا بیان

- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ)).

[بخاری: كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، رقم: ۸۰۶ ومسلم: كتاب المساجد، باب النهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها، رقم: ۸۷٤، هذا لفظ المسلم]

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بدبودار درخت (یعنی پیاز، لہسن وغیرہ) میں سے کچھ کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے کیونکہ جس (بدبو) سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ کے رہنے والے ہیں، خزرجی ہیں، بچپن ہی میں اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ جا کر مشرف باسلام ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو اس وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق رہا ہے، لیکن چونکہ کم عمر تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے نو بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے اس لیے غزوۂ بدر واُحد میں شریک نہ ہو سکے، اس کے بعد مستقل غزوات میں شریک رہے۔

باعتبار عمر اگرچہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف میں شمار نہیں ہوتے لیکن اپنے علم وفضل کے اعتبار سے ان کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، وہ جس طرح غزوات میں بکثرت شریک ہونے والے ہیں اسی طرح مکثرین فی الحدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ان کا شمار ہوتا ہے، ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۵۴۰ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سننے اور روایت کرنے کا جو شوق بچپن میں شروع ہوا تھا بڑھاپے تک باقی رہا، وہ احادیث کی تحصیل کے لیے دور دراز کا سفر کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث جو کسی مکی صحابی کے علم میں تھیں ان کی تحصیل کے لیے مکہ کا سفر کیا، ایک بار تو صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینہ سے مصر تشریف لے گئے۔ (اعلام النبلاء: ۱۹۱/۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسجد نبوی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا حلقہ درس قائم ہوتا تھا جس میں بڑی تعداد میں طلبہ علم حدیث میں شریک ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔ (اصابہ: ۲۲۳/۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خاصی طویل عمر پائی، ان کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی وہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام میں سے ہیں جو مدینہ سے مکہ آ کر اسلام لائے اور آپ ﷺ سے عقبہ (جو منیٰ کا ایک حصہ ہے) میں بیعت کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں۔

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدبودار چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح فرشتے بھی اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پیاز، لہسن وغیرہ کھا کر مسجدوں میں نہ آئیں کیونکہ مسجد فرشتوں کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں اس لیے انہیں تکلیف ہوگی اس حکم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بدبودار ہو اس کا تعلق خواہ کھانے پینے سے ہو یا رہن سہن سے مثلاً منہ کی غلاظت و بدبو، بغل وغیرہ کی گندگی و تعفن وغیرہ وغیرہ۔ پھر مسجد ہی کی طرح ان دوسری جگہوں کا بھی یہی حکم ہے جہاں مجالس عبادت و وعظ منعقد ہوتی ہوں یا جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم ہوتی ہو یا جہاں ذکر و تسبیح کے حلقے ہوتے ہوں کہ ان مقامات پر بھی بدبودار چیزوں کے ہمراہ نہیں جانا چاہیے۔

میت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعاء

۱۲۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)).

[مسلم: كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، رقم: ١٦٠٠]

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی، میں نے آپ کی وہ دعاء یاد کر لی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (تیسری تکبیر کے بعد) پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی اچھی مہمانی فرما، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کو پانی سے، برف سے اور اولوں سے پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اسے اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اس کے خادموں سے بہتر خادم عطا فرما اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اسے جنت میں داخل کر اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ فرما اور دوزخ کے عذاب سے پناہ دے۔''

راوی الحدیث:

آپ کا نام عوف بن مالک ہے، اشجعی ہیں، بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے، غزوہ خیبر ہے، فتح مکہ کے دن اپنی قوم اشجع کے علمبردار تھے۔ شام میں قیام فرمایا اور وہاں ہی ۷۳ھ میں وفات پائی۔

تشریح:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس میت کے لیے یہ دعا سنی تو مجھے بڑا رشک آیا اور بے اختیار میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ میری میت ہوتی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا میرے لیے فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا بندہ اس دنیا سے رخصت ہو کر موت کے راستے سے دارِ آخرت کی طرف جاتا ہے۔ اسلامی شریعت نے اس کو اعزاز واکرام کے ساتھ رخصت کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جو نہایت ہی پاکیزہ، انتہائی ہمدردانہ اور شریفانہ طریقہ ہے حکم ہے کہ پہلے میت کو ٹھیک اس طرح غسل دیا جائے جس طرح کوئی زندہ آدمی پاکی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے نہاتا ہے۔

اس کے بعد جماعت کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی جائے (جمہور علماء کے نزدیک نمازِ جنازہ سری پڑھنا بہتر ہے جب کہ جہری کا بھی جواز موجود ہے) جس میں میت کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا اہتمام اور خلوص سے کی جائے، پھر رخصت کرنے کے لیے قبرستان تک جایا جائے، پھر اکرام واحترام کے ساتھ بظاہر قبر کے حوالے اور فی الحقیقت اللہ کی رحمت کے سپرد کر دیا جائے۔

جو فوت ہو چکے ہیں انہیں برا مت کہو

۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا)).

[بخاری: کتاب الجنائز، باب ما ینھی من سب الأموات، رقم: ۱۳۰٦]

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مردوں کی برائی نہ کیا کرو وہ تو اپنے اعمال کے مطابق جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکے ہیں۔''

تشریح:

عام دستور ہے کہ جب کوئی برا شخص فوت ہوتا ہے تو لوگ اس کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور اسے برا بھلا کہتے ہیں جب کہ اس حدیث میں اور ایک دوسرے مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے فوت شدگان کی نیکیاں تو بیان کرنی چاہئیں لیکن ان کی برائیاں بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

فوت شدگان کو برا بھلا کہنا یا ان کی برائیاں بیان کرنا سرور کونین ﷺ کو شدید ناپسند ہے اور اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

زکوٰۃ کے احکام

۱۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)).

[البخاري: كتاب الزكاة، باب اخذ الصدقة من الأغنياء، رقم: ۱۴۰۱ ومسلم: كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، رقم: ۲۷]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، لہٰذا انہیں اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دینا کہ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلا شبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو تم انہیں بتانا کہ ''اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء کو دے دی جائے گی، اگر وہ اسے مان جائیں تو تم اچھا مال لینے سے پرہیز کرنا اور اس بارے میں کوئی ظلم وزیادتی کسی پر نہ کرنا اور مظلوم کی بد دعاء سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔"

راوی الحدیث:

رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حبر الامہ امام التفسیر وترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور والدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے ساتھ فتح مکہ سے کچھ پہلے ہجرت کر کے مدینہ رسول ﷺ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر کل ۱۳ سال تھی، ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کا موقع تو بہت کم ملا، لیکن ذوق وشوق اور طلب علم نے اس کمی کی تلافی کر دی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو دعائیں زبانِ نبوت سے ملی ہیں ان کی مثال کہیں مشکل سے ہی ملے گی اور یہ انہیں دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کو حبر الأمہ، ترجمان القرآن، بحر العلم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نعم ترجمان القرآن ابن عباس لو ادرك اسناننا ما عشره منا أحد.

(تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۴۰، فتح الباری ۷/ ۱۰۰)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما بہترین مفسر قرآن ہیں، اگر وہ ہم لوگوں کی عمر پاتے تو ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی بھی ان کے مساوی نہ ہو سکتا تھا۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر دماغ، عقلمند، صاحب علم اور حلیم وبرد بار شخص نہیں دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۳٤۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو کہتے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو، ھو اعلم الناس بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم : وہ قرآن کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

حضرت مجاہد تابعی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے علم کی وجہ سے لوگ بحر العلوم کہتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا شمار ان چھ، سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہے جن کو مکثرین فی الحدیث کہا جاتا ہے اور ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۲٦ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بہت حسین وجمیل اور وجیہ تھے، ٦۸ھ میں طائف میں وفات پائی، حضرت محمد بن الحنفیہ (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تشریح:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی اور قاضی بنا کر بھیجنے کا یہ واقعہ جس کا ذکر اس حدیث میں ہے اکثر علماء اور اہل سیر کی تحقیق کے مطابق ۹ھ کا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اور بعض دوسرے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے۔

یمن میں اگرچہ اہل کتاب کے علاوہ بت پرست مشرکین بھی تھے، لیکن اہل کتاب کی خاص اہمیت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا اور اسلام کی دعوت وتبلیغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ حکیمانہ اصول تعلیم فرمایا کہ اسلام کے سارے احکام و مطالبات ایک ساتھ مخاطبین کے سامنے نہ رکھے جائیں، اس صورت میں اسلام انہیں بہت کٹھن اور ناقابل برداشت بوجھ محسوس ہوگا، اس لیے پہلے ان کے سامنے اسلام کی اعتقادی بنیاد صرف توحید و رسالت کی شہادت رکھی جائے جس کو ہر معقولیت پسند اور ہر سلیم الفطرت اور نیک دل انسان آسانی سے ماننے پر آمادہ ہو سکتا ہے، خصوصاً اہل کتاب کے لیے وہ جانی بوجھی بات ہے۔

پھر جب مخاطب کا ذہن اور دل اس کو قبول کر لے اور وہ اس فطری اور بنیادی بات کو مان لے تو اس کے سامنے فریضہ نماز رکھا جائے جو جانی، جسمانی اور زبانی عبادت کا نہایت حسین اور بہترین مرقع ہے، اور جب وہ اس کو قبول کر لے تو اس کے سامنے فریضہ زکوۃ رکھا جائے اور اس کے بارے میں خصوصیت سے یہ وضاحت کر دی جائے کہ یہ زکوۃ اور صدقہ اسلام کا داعی اور مبلغ تم سے اپنے لیے نہیں مانگتا بلکہ ایک مقررہ حساب اور قاعدے کے مطابق جس قوم اور علاقہ کے دولت مندوں سے یہ لی جائے گی اسی قوم اور علاقہ کے پریشان حال ضرورت مندوں میں خرچ کر دی جائے گی۔ دعوتِ اسلام کے بارے میں اس ہدایت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ تاکید بھی فرمائی کہ زکوۃ کی وصولی میں پورے انصاف سے کام لیا جائے، ان کے مویشی اوران کی پیداوار میں سے چھانٹ چھانٹ کے بہتر مال نہ لیا جائے۔

سب سے آخر میں نصیحت فرمائی کہ تم ایک علاقے کے حاکم اور والی بن کر جا رہے ہو ظلم و زیادتی سے بچنا، اللہ کا مظلوم بندہ جب ظالم کے حق میں بددعاء کرتا ہے تو وہ سیدھی عرش پر پہنچتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں لے جانے والا عمل

۱۵۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ.

یہ حدیث کا ایک حصہ ہے پورا متن یوں ہے:

عَنْ اَبِي اَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: مَالَهُ مَالَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَرَبٌ مَالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ)).

[بخاری: کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، رقم: ۱۳۰۹]

''حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے؟ اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے؟ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔''

تشریح:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بنیادی چیزوں پر عمل کرنے والے کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔

1. عبادت صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی جائے۔
2. کسی بھی ذات کو وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نماز کو قائم کیا جائے۔

④ زکوۃ ادا کی جائے۔

⑤ صلہ رحمی کی جائے۔

کس وقت کے صدقہ کا ثواب زیادہ ہے؟

۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

[بخاری: کتاب الزکاۃ، باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح، رقم: ۱۳۳۰ ومسلم کتاب الزکاۃ، باب: أفضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح، رقم: ۱۷۱۳]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: کس صدقہ کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ ثواب کی صورت یہ ہے کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جب کہ تمہاری تندرستی قائم ہو اور تمہارے اندر دولت کی چاہت اور اس کو اپنے پاس رکھنے کی حرص ہو، اس حالت میں تمہیں محتاجی کا خطرہ ہو، اور دولت مندی کی دل میں آرزو ہو اور ایسا نہ ہونا چاہیے کہ تم سوچتے رہو اور ٹالتے رہو، یہاں تک کہ جب موت کا وقت آجائے اور جان کھینچ کے حلق میں آجائے تو تم مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو حالانکہ اب تو مال (تمہاری ملکیت سے نکل کر فلاں فلاں کا یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارثوں کا) ہو ہی جائے گا۔"

تشریح:

انسانوں کی یہ عام کمزوری ہے کہ جب تک وہ تندرست وتوانا ہوتے ہیں اور موت سامنے نہیں کھڑی ہوتی، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو ہمارے پاس کمی ہو جائے گی، ہم خود تنگ دست اور محتاج ہو جائیں گے اس لیے ان کا ہاتھ نہیں کھلتا لیکن جب موت سامنے آ جاتی ہے اور زندگی کی اُمید باقی نہیں رہتی تو انہیں صدقہ یاد آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ طرزِ عمل ٹھیک نہیں ہے، اللہ کی نگاہ میں محبوب اور مقبول صدقہ وہ ہے جو بندہ تندرستی وتوانائی کی ایسی حالت میں کرے کہ اس کے سامنے اپنے مسائل اور اپنا مستقبل بھی ہو اس کے باوجود اللہ کی رضا جوئی کے لیے اور آخرت کے ثواب کی اُمید میں اور ربِ کریم کے وعدوں پر یقین واعتماد کرتے ہوئے اسی حالت میں ہاتھ کھول کے اللہ کی راہ میں اس کے بندوں پر خرچ کرے۔ ایسے بندوں کے لیے قرآنِ مجید میں فلاح کا وعدہ ہے:

﴿ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [التغابن:١٦]

"اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔"

بیوی اپنے شوہر کے مال میں سے خرچ کر سکتی ہے

١٧ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا))

[بخاری: کتاب الزکاۃ، باب اجر الخادم اذا تصدق، رقم: ۱۳۴۷ ومسلم: کتاب الزکاۃ، باب اجر الخازن الامین والمرأۃ اذا تصدقت من بیت زوجها، رقم: ۱۰۲۴]

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے صدقہ دیتی ہے بشرطیکہ وہ اسراف نہیں کرتی تو اسے اس کے خرچ کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو مال کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور خادم (مطبخ کے نگران) کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے (جیسا کہ مالک کو ثواب ملتا ہے) اور ان میں سے کسی کے ثواب میں دوسرے کے ثواب کی وجہ سے کمی نہیں ہوتی (یعنی ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے)۔''

تشریح:

اس حدیث کا تعلق اُس صورت سے ہے جب کہ شوہر نے بیوی کو اپنے مال سے صدقہ وخیرات کرنے کی اجازت دے رکھی ہو خواہ اس نے صراحۃً اجازت دی ہو یا دلالۃً۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اہل حجاز کا یہ معمول تھا کہ انہوں نے اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کے پیشِ نظر اپنی بیویوں اور اپنے خدمت گاروں (مثلاً داروغہ مطبخ وغیرہ) کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ مہمانوں کی بھرپور ضیافت کریں اور فقراء ومساکین نیز پڑوس کے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلا دیا کریں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی کے ذریعہ اپنی امت کو ترغیب دلائی کہ یہ نیک اور اچھی عادت اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ)).

[بخاری: کتاب النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها، رقم: ٥٣٦٠ ومسلم: كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، رقم: ١٠٢٦]

''جب کوئی عورت اپنے شوہر کی کمائی (کے مال) میں سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ وخیرات دیتی ہے تو اسے آدھا ثواب ملتا ہے۔''

''اس کی اجازت کے بغیر'' کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز وہ صدقہ میں دے رہی ہے خاص طور پر اس کی اجازت شوہر نے نہیں دی ہوئی ہے لیکن وہ شوہر کی صراحتہً یا دلالتہً اجمالی رضا جانتی ہو اور وہ چیز تھوڑی اور کم تر ہو کہ اس کو دینے کو کوئی منع نہیں کرتا جیسے ہمارے یہاں عام طور پر عورتیں دروازوں پر مانگنے والوں کو آٹے کی چٹکی روٹی کا ٹکڑا یا ایک آدھ پیسہ دے دیتی ہیں۔

روزہ اور قیام اللیل کا بیان

١٨ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[بخاری: كتاب الإيمان، باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان، رقم: ٣٧، وكتاب الصوم رقم: ١٩٠١ ومسلم: كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، رقم: ١٦٦٨]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

تشریح:

اس حدیث میں رمضان کے روزوں، اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں..... یہ ایمان واحتساب خاص دینی اصطلاحیں ہیں، اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ ورسول کو ماننا اور اُن کے وعدہ ووعید پر یقین لانا اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہی ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو، اسی ایمان واحتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑتا ہے، بلکہ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب وروح ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے، اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے برسہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان واحتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے دلائل کی بنا پر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں جو سابقہ گناہ معاف ہونے کا ذکر ہے ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، اس اعتبار سے گناہوں کی دو قسمیں ہیں، کچھ کبیرہ یعنی بڑے گناہ اور کچھ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص ہمت کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کے صغیرہ گناہوں کو وہ خود معاف فرما دیں گے۔

کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض وواجبات کو ادا کرے، کیونکہ فرض وواجب کا ترک کرنا خود ایک کبیرہ گناہ ہے، تو حاصل یہ ہوا کہ جو شخص اس کا اہتمام پورا کرے کہ تمام فرائض وواجبات ادا کرے، اور تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لے، تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیں گے۔

اعمالِ صالحہ صغائر کا کفارہ ہو جاتے ہیں:

کفارہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمالِ صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنا کر اس کا حساب بے باق کر دیں گے، اور بجائے عذاب کے ثواب اور بجائے جہنم کے جنت نصیب ہوگی، جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو ہر عضو کے دھونے کے ساتھ ساتھ گناہوں کا کفارہ ہو گیا، چہرہ دھویا تو آنکھ، کان، ناک وغیرہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، کلی کر لی تو زبان کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، پاؤں دھوئے تو پاؤں کے گناہ ڈھل گئے، پھر جب وہ مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر قدم پر گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

گناہ اور اس کی دو قسمیں صغائر اور کبائر کی تعداد کیا ہے؟

گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں اور وہ کل کتنے ہیں اور صغیرہ گناہ کی کیا تعریف ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تعداد کیا ہے؟

علمائے امت نے اس مسئلہ پر مختلف انداز میں مستقل کتابیں لکھی ہیں، گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی تقسیم اور ان کی تعریفات سے پہلے یہ خوب سمجھ لیجیے کہ مطلق گناہ نام ہے ہر ایسے کام کا جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو، اسی سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ یعنی چھوٹا کہا جاتا ہے، درحقیقت وہ بھی چھوٹا نہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت ہر حالت میں نہایت سخت وشدید جرم ہے، اسی حیثیت سے امام الحرمین اور بہت سے علماء امت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت کبیرہ ہی ہے، کبیرہ اور صغیرہ کا فرق صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ اور موازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے، اسی معنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ **کل مانهي عنه فهو كبيرة** یعنی جس کام سے شریعت اسلامیہ میں منع کیا گیا ہے وہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس گناہ کو اصطلاح میں صغیرہ یا چھوٹا کہا جاتا ہے، اس کے یہ معنی کسی کے نزدیک نہیں ہیں کہ ایسے گناہوں کے ارتکاب میں غفلت یا سستی برتی جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کیا جائے، بلکہ صغیرہ گناہ کو بے باکی اور بے پرواہی کے ساتھ کیا جائے، تو وہ صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو، یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری، کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا، اسی لیے محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جو لوگ نماز، تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں، اور حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے، جو انسان کو کافرانہ اعمال واخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے، اور مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لیے دائمی تباہی کا سبب ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر توبہ اور استغفار کر لیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں رین ہے ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ ''ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا اُن کے بد اعمال نے۔'' البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے اُن کے آپس فرق ضروری ہے، اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے۔

کبیرہ گناہ:

کبیرہ گناہ کی تعریف قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کے ماتحت یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یا جس پر جہنم کی وعید آئی ہے وہ سب کبیرہ گناہ ہیں اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں، اسی طرح جو گناہ صغیرہ جرأت و بے باکی کے ساتھ کیا جائے یا جس پر مداومت کی جائے تو وہ بھی کبیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے کبیرہ گناہوں کی تعداد سات بتلائی تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سات نہیں سات سو کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الزواجر'' میں ان تمام گناہوں کی فہرست اور ہر ایک کی مکمل تشریح بیان فرمائی ہے جو مذکور الصدر تعریف کی رُو سے کبائر میں داخل ہیں، ان کی اس کتاب میں کبائر کی تعداد چار سو سڑسٹھ تک پہنچی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ بعض نے بڑے بڑے ابواب معصیت کو شمار کرنے پر اکتفا کیا ہے تو تعداد کم لکھی ہے۔ بعض نے ان کی تفصیلات اور انواع واقسام کو پورا لکھا تو تعداد زیادہ ہوگئی، اس لیے یہ کوئی تعارض واختلاف نہیں ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر بہت سے گناہوں کا کبیرہ ہونا بیان فرمایا اور حالات کی مناسبت سے کہیں تین، کہیں چھ، کہیں سات، کہیں اس سے بھی زیادہ بیان فرمائے ہیں، اسی سے علمائے امت نے یہ سمجھا کہ کسی عدد میں انحصار کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ مواقع اور حالات کے مناسب جتنا سمجھا گیا اتنا بیان کر دیا گیا۔

بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں بھی جو سب سے بڑے ہیں میں تمہیں ان سے باخبر کرتا ہوں، وہ تین ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔

اسی طرح بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراء، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا گنا سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تم اپنے بچے کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ یہ تمہارے کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شریک ہو گا، تمہیں اس کو کھلانا پڑے گا، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرنا۔

بدکاری خود ہی بڑا جرم ہے اور پڑوسی کے اہل وعیال کی حفاظت بھی چونکہ اپنے اہل وعیال کی طرح انسان کے ذمہ لازم ہے اس لیے یہ جرم دوگنا ہوگیا۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالیاں دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ہی ماں باپ کو گالی دینے لگے؟ فرمایا کہ ہاں! جو شخص کسی دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دی ہوں، کیونکہ یہی ان گالیوں کا سبب بنا ہے۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے شرک اور قتل ناحق اور یتیم کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے اور سود کی آمدنی کھانے اور میدانِ جہاد سے بھاگنے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے اور بیت اللہ کی بے حرمتی کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے۔

بعض روایاتِ حدیث میں اس کو بھی کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص دار الکفر سے ہجرت کرنے کے بعد پھر دار الہجرت کو چھوڑ کر دار الکفر میں دوبارہ چلا جائے۔

دوسری روایاتِ حدیث میں ان صورتوں کو بھی گناہ کبیرہ کی فہرست میں داخل کیا گیا ہے مثلاً جھوٹی قسم کھانا، اپنی ضرورت سے زائد پانی کو روک رکھنا، دوسرے ضرورت والوں کو نہ دینا، جادو سیکھنا، جادو کا عمل کرنا اور فرمایا کہ شراب پینا اکبر الکبائر ہے اور فرمایا کہ شراب پینا ام الفواحش ہے، کیونکہ شراب میں مست ہوکر آدمی ہر برا کام کرسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی پر ایسے عیب لگائے جس سے اس کی آبرو ریزی ہوتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر دیا تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، مطلب یہ ہے کہ کسی نماز کو اپنے وقت میں نہ پڑھا، بلکہ قضاء کر کے دوسری نماز کے ساتھ پڑھا۔

بعض روایاتِ حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کبیرہ گناہ ہے اور اس کے عذاب وسزا سے بے فکر و بے خوف ہو جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وارث کو نقصان پہنچانے اور اس کا حصہ میراث کم کرنے کے لیے کوئی وصیت کرنا بھی کبائر میں سے ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ خائب وخاسر ہوئے اور تباہ ہو گئے اور تین دفعہ اس کلمہ کو دہرایا، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ محروم القسمۃ اور تباہ و برباد کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا ایک وہ شخص جو تکبر کے ساتھ پاجامہ یا تہبند یا کرتہ اور عباء کو ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، دوسرا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر کے احسان جتلائے، تیسرا وہ آدمی جو بوڑھا ہونے کے باوجود بدکاری میں مبتلا ہو، چوتھا وہ آدمی جو بادشاہ یا افسر ہونے کے باوجود جھوٹ بولے، پانچواں وہ آدمی جو عیال دار ہونے کے باوجود تکبر کرے، چھٹا وہ آدمی جو کسی امام کے ہاتھ پر محض دنیا کی خاطر بیعت کرے۔

اور صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ چغلی کھانے والا جنت میں نہ جائے گا۔

اور نسائی ومسند احمد وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ چند آدمی جنت میں نہ جائیں گے، شرابی، ماں باپ کا نافرمان، رشتہ داروں سے بلاوجہ قطع تعلق کرنے والا، احسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتلانے والا، جنات وشیاطین یا دوسرے ذرائع سے غیب کی خبریں بتانے والا، دیوث یعنی اپنے اہل وعیال کو بے حیائی سے نہ روکنے والا۔

روزے کی حالت میں معصیتوں سے پرہیز

۱۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)).

[بخاري: كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور، رقم: ۱۷۷۰]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے، تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

تشریح:

معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں روزے کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے، اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں۔

حج کی فضیلت

۲۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بخاری: کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱٤۲٤ ومسلم: کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفه، رقم: ۲٤۰٤ وهذا لفظ البخاری]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا، اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اُس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

تشریح:

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [البقرة: ۱۹۷]

اِس آیت میں حج کرنے والوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ خاص کر زمانۂ حج میں وہ شہوت کی باتوں اور اللہ کی نافرمانی والے سارے کاموں اور آپس کی جھگڑے بازی سے بچیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کو بشارت سنائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو شخص حج کرے اور ایامِ حج میں نہ تو شہوت کی باتیں کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی ایسی حرکت کرے جو فسق کی حد میں آتی ہو، تو حج کی برکت سے اُس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور وہ گناہوں سے بالکل ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوگا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ دولت نصیب فرمائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلبیہ احرام

٢١ ۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

''میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ تیرے حضور حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک ساتھی نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں، ساری حمد وستائش کا تو ہی سزا وار ہے، اور ساری نعمتیں تیری ہی ہیں اور ساری کائنات میں فرماں روائی بھی بس تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک وسہیم نہیں۔''

بس یہی کلمات تلبیہ میں آپ پڑھتے تھے، ان پر کسی اور کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔

یہ حدیث کا ایک حصہ ہے مکمل الفاظ یوں ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ)).

[بخاری: کتاب اللباس، رقم: ٥٤٦٠، ومسلم: کتاب الحج، رقم: ٢٠٣١]

تشریح:

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج یعنی اپنے دربار کی حاضری کا بلاوا دلوایا تھا (جس کا ذکر قرآنِ مجید میں بھی ہے) تو حج کو جانے والا بندہ جب احرام باندھ کے یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو گویا وہ ابراہیم علیہ السلام کی اُس پکار اور اللہ تعالیٰ کے اس بلاوے کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ تو نے اپنے دربار کی حاضری کے لیے بلوایا تھا اور اپنے خلیل علیہ السلام سے ندا دلوائی تھی، میں حاضر ہوں اور سر کے بل حاضر ہوں۔

محنت مزدوری کی فضیلت

۲۲۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَأكُل مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ)).

[بخاری: کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم: ۲۰۷۲]

''حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے کبھی کوئی کھانا اُس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھائے، اور اللہ کے پیغمبر داود علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔''

راوی الحدیث:

آپ کا نام مقدام بن معدیکرب اور کنیت ابو کریمہ یا ابو یحییٰ ہے، سلسلہ نسب مقدام بن معدیکرب بن عمرو بن یزید بن معدیکرب بن یسار بن عبداللہ بن وہب ہے، کندی ہیں، جو وفد کندہ سے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ بھی اس میں شامل تھے۔

ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے اور ۹۱ برس کی عمر میں ۸۷ھ میں وہیں فوت ہوئے۔

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ تحصیل معاش کی صورتوں میں بہت اچھی صورت یہ ہے کہ آدمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا کام کرے جس سے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات پوری ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پیغمبر داود علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔

قرآنِ مجید میں بھی ہے کہ وہ زرہیں بناتے تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسی کو انہوں نے اپنا ذریعۂ معاش بنایا تھا بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد نے دستکاری اور ذاتی محنت کو بہت بلند مقام عطا فرما دیا۔

مشتبہ چیزوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے

۲۲۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)).

[بخاری: كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم: ٥٠ وكتاب البيوع، رقم: ٢٠٥١
ومسلم: كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، رقم: ٤٠٩٤]

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال ظاہر ہے، حرام ظاہر ہے، اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، لہٰذا جس شخص نے مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو پاک محفوظ کر لیا اور جو شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، اور اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ چراگاہ کے قریب چراتا ہے اور ہر وقت اس کا امکان رہتا ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں گھس کر چرنے لگیں، جان لو ہر بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ حرام چیزیں ہیں، اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست حالت میں رہتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے اور جب اس ٹکڑے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے یاد رکھو! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے۔"

راوی الحدیث:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بنی حارث بن خزرج میں سے ہیں، ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، انصاری صحابی ہیں، ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے بچے پیدا ہوئے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال ۷ ماہ کی تھی، ان کے والد بھی صحابی ہیں۔

کوفہ میں قیام فرمایا، امیر معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے، جب یزید بن معاویہ علیہ السلام فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور حمص کا گورنر مقرر کر دیا تو اہل حمص نے ۶۴ھ میں مروان بن الحکم کے زمانہ خلافت میں ان کو شہید کر دیا۔

تشریح:

"حلال ظاہر ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جن کا حلال ہونا سب کو معلوم ہے، نیک کلام اچھی باتیں، وہ مباح چیزیں جن کو کرنا یا جن کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنا درست ہے، اسی طرح ''حرام ظاہر ہے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا حرام ہونا نص کے ذریعہ بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے، جیسے شراب، خنزیر، مردار جانور، جاری خون، زنا، سود، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، اور اجنبی عورت کی طرف بہ نظر بد دیکھنا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کی حرمت یا حلت کے بارہ میں دلائل کے تعارض کی بناء پر کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہیں یا حلال؟ ایسی کتنی ہی چیزیں ہیں جن کے حلال ہونے کی دلیلیں بھی ہیں اور حرام ہونے کی بھی، اس صورت میں کوئی واضح فیصلہ کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی چیزوں کی حقیقت بہت سے لوگ نہیں پاتے، البتہ وہ علماء جو مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہوتے ہیں یا جن کا علم بہت وسیع وگہرا ہوتا ہے ایسی چیزوں کے بارہ میں دونوں طرف کی دلیلوں میں سے کسی ایک طرف کی دلیل کو اپنی قوتِ اجتہاد اور بصیرتِ فکر ونظر کے ذریعہ راجح قرار دے کر کوئی واضح فیصلہ کر لیتے ہیں، بہر کیف مشتبہ چیز کے بارہ میں علماء کے تین قول ہیں: ① ایسی چیز کو نہ حلال سمجھا جائے نہ حرام اور مباح۔ یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے جس کا مطلب یہ ہے ایسی چیز سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ ② ایسی چیز کو حرام سمجھا جائے۔ ③ ایسی چیز کو مباح سمجھا جائے۔

اب ان تینوں اقوال کو ذہن میں رکھ کر مشتبہ کو بطورِ مثال اس طرح سمجھیے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا، ایک دوسری عورت نے آ کر کہا کہ میں نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے، اس صورت میں وہ منکوحہ عورت اس شخص کے حق میں مشتبہ ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو عورت کا بیان ہے کہ میں نے چونکہ ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس لیے یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ رضاعی بہن بھائی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان نکاح درست نہیں ہوتا، لہٰذا اس دلیل کا تو یہ تقاضا ہے کہ اس نکاح کو قطعاً ناجائز کہا جائے مگر دوسری طرف نکاح کے جائز رہنے کی یہ دلیل ہے کہ صرف یہ ایک عورت کی بات ہے جس پر کوئی شرعی گواہی نہیں ہے اس پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ عورت صحیح ہی کہہ رہی ہے؟ ہوسکتا ہے کہ یہ محض بد نیتی کی وجہ سے یہ بات کہہ کر ان دونوں کے درمیان افتراق کرنا چاہتی ہو، اس صورت میں کہا جائے گا نکاح جائز اور درست ہے دلائل کے اس تعارض کی وجہ سے لا محالہ یہی حکم ہوگا کہ یہ ایک مشتبہ مسئلہ ہو گیا ہے اس لیے اس شخص کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ وہ اس عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھے کیونکہ مشتبہ چیز سے اجتناب ہی اولیٰ ہے، مشتبہ چیز کی دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کے پاس کچھ روپے ہیں جن میں سے کچھ تو جائز آمدنی کے ہیں اور کچھ ناجائز آمدنی کے، اس صورت میں وہ سب روپے اس شخص کے حق میں مشتبہ ہیں، لہٰذا ان روپیوں سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہیے۔

ارشادِ گرامی میں حرام چیزوں کو ممنوعہ چراگاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی حاکم کسی خاص چراگاہ کو دوسروں کے لیے ممنوع قرار دے دیتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھیں۔

اسی طرح جو چیزیں شریعت نے حرام قرار دی ہیں وہ لوگوں کے لیے ممنوع ہیں۔ کہ ان کے ارتکاب سے اجتناب و پرہیز واجب وضروری ہے، اور مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کو ممنوعہ چراگاہ کے کنارے (منڈیر) پر عام جانور چرانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح چرواہے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھ کر چرائے تاکہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں نہ گھس جائیں اور اگر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ کے کنارے پر چرائے گا تو پھر اس بات کا ہر وقت احتمال رہے گا کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں گھس جائیں جس کے نتیجہ میں اسے مجرم قرار دے دیا جائے گا، اسی طرح انسان کو چاہیے کہ وہ مشتبہ چیزوں سے دور رہے تا کہ محرمات (حرام چیزوں) میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے بعد آپ ﷺ نے مذکورہ بالا تشبیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جان لو کہ ہر بادشاہ کا ایک ایسا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں جانور چرانا جرم سمجھا جاتا ہے (یہ گویا زمانہ جاہلیت کے بادشاہوں اور حکام کے بارہ میں خبر دی ہے یا یہ کہ مسلمانوں میں سے ان بادشاہوں اور حکام کا حال بیان کیا ہے جو غیر عادل ہیں کیونکہ کسی علاقہ کی گھاس کو جانوروں کے چرنے سے روک کر ممنوعہ چراگاہ قرار دینا درست نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام چیزیں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونا لوگوں کے لیے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، لہٰذا جو کوئی اس ممنوعہ علاقہ میں داخل ہو گا یعنی حرام چیزیوں کا ارتکاب کرے گا اسے مستوجب عذاب قرار دیا جائے گا اور پھر ان حرام چیزوں میں بھی بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کے مرتکب کی بخشش ہی نہیں ہو گی جیسے شرک اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہیں کہ چاہے ان کے مرتکب کو بخشے چاہے نہ بخشے البتہ سچے دل کے ساتھ توبہ واستغفار سے ہر چیز بخشی جائے گی۔

حضرت شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے اس موقع پر یہ ترتیب ”ضروری، مباح، مکروہ، حرام، کفر“ قائم کر کے لکھا ہے کہ جب بندہ اپنی معاشی تمدنی اور سماجی زندگی کے تمام گوشوں اُس قدر ضرورت پر اکتفا کر لیتا ہے جس سے اس کا وجود اور اس کی عزت باقی رہے تو وہ اپنے دین میں ہر خطرہ سے سلامت رہتا ہے مگر جب حدِ ضرورت سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو حدِ مباح میں داخل ہو جاتا ہے اور جب حد مباح پر بھی قناعت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو حد مکروہات میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حرص وہوس حدِ مکروہات سے نکال کر محرمات کی حد میں داخل کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا اگلا قدم حد کفر میں پہنچ جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

حدیث کے آخر میں انسانی جسم میں گوشت کے اس ٹکڑے کی اہمیت بیان کی گئی ہے جسے دل کہا جاتا ہے، چنانچہ فرمایا کہ جب وہ ٹکڑا بگڑ جاتا ہے یعنی انکار، شک اور کفر کی وجہ سے اس پر ظلمت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ارتکابِ گناہ ومصیبت کی وجہ سے پورا جسم بگڑ جاتا ہے، لہٰذا ہر عاقل وبالغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی طرف متوجہ رہے اور اس کو خواہشاتِ نفسانی میں منہمک ہونے سے روکے تا کہ وہ آگے بڑھ کر مشتبہ چیزوں کی حد میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ جب دل خواہشات نفسانی کی طرف چل پڑتا ہے تو پھر اللہ کی پناہ، وہ تمام حدوں کو پھلانگتا ہوا ظلمت کی آخری حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

آخر میں یہ سمجھ لیجیے کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بدن کی بھلائی بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیونکہ حلال غذا سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے اور دل کی صفائی ہی سے تمام بدن اچھی حالت میں رہتا ہے بایں طور کہ اس کے ایک ایک عضو سے اچھے اعمال ہی صادر ہوتے ہیں اور تمام اعضاء کا برائی کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے۔

اور اب ایک بات یہ جان لیجیے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم ومسائل کے بڑے وسیع خزانے کی حامل ہے، نیز جن حدیثوں پر اسلامی شرائع واحکام کا مدار ہے وہ تین ہیں ایک تو اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ دوسری مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ اور تیسری یہی حدیث ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ الخ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیندار عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے

٢٤ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)).

[بخاری: کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم: ٥٠٩٠، ومسلم: کتاب الرضاع، باب استحباب ذات الدین، رقم: ٣٦٦١]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارہ میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اول اس کا مال دار ہونا، دوم اس کا حسب نسب والی ہونا، سوم اس کا حسین وجمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا، لہذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو، اور خاک آلود ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔''

تشریح:

''حسب ونسب والی'' سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو، چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے شادی کرے جو باحیثیت وباعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہو، تاکہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔

بہر کیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطورِ خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مال دار عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کرنا چاہتا ہے، بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں، بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقۂ حیات بنے اور کچھ اللہ کے نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین ومذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لیے پسند کرے کیونکہ اسی میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔

''اور خاک آلود ہوں تیرے دونوں ہاتھ'' ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بد دعا کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بد دعاء مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو

۲۵۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

((لَا یَفْرُكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ)).

[مسلم: کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، رقم: ۲٦٧٢]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے بغض نہ رکھے اگر اس کی نظر میں اس عورت کی کوئی خصلت وعادت ناپسندیدہ ہوگی تو کوئی دوسری خصلت وعادت پسندیدہ بھی ہوگی۔''

تشریح:

حدیث کے آخری جزء کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کے تمام افعال وخصائل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برے نہیں ہوتے بلکہ اگر اس کے کچھ افعال وخصائل برے ہوتے ہیں تو اس میں کچھ اچھی عادتیں اور اچھے خصائل بھی ہوتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی عورت کے اُن اچھے افعال واخلاق کو پیشِ نظر رکھے جو اس کی نظر میں پسندیدہ ہیں اور جو افعال واخلاق برے ہوں اُن پر صبر وتحمل کرے گویا اس ارشاد کا مقصد اس بات کی ترغیب دلانا ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کرو اُن کی معیت میں خوشگوار ویُرمسرت زندگی گزارنے کی کوشش کرو اور اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی کوتاہی یا غلطی ہو جائے یا اُن میں کوئی ایسی بری عادت وخصلت ہو جس سے تکلیف پہنچتی ہے تو اس تکلیف پر صبر کرو۔

اس حدیث میں اس ایک بڑے لطیف نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ بے عیب یار اور اپنے مزاج کے بالکل مطابق رفیق ہاتھ نہیں لگا کرتا، اگر کوئی شخص بالکل بے عیب یار ڈھونڈنے لگے تو وہ ہمیشہ بے یار ہی رہے گا کیونکہ ایسا کوئی انسان نہیں ہے جس میں کوئی عیب اور کوئی ناپسندیدہ بات نہ ہو اس طرح کوئی انسان خصوصاً مسلمان اچھی خصائل اور اچھی عادتوں سے بالکل بھی خالی نہیں ہوتا، لہٰذا عقل کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ اس کے اُن اچھے خصائل کو تو پیشِ نظر رکھا جائے اور برے خصائل سے چشم پوشی کی جائے۔

طاقتور شخص

٢٦۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

البخاری: کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم: [illegible] ومسلم: کتاب البر والصلة، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب، رقم: [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور اور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ طاقتور اور پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت (اپنے نفس کو پچھاڑ دے اور) اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

تشریح:

اس ارشادِ گرامی کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اصل میں اگر کوئی چیز انسان کی سب سے بڑی دشمن اور اس کے مقابلہ میں سب سے زیادہ طاقتور ہے تو وہ خود اس کا نفس ہے، اگر کوئی شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑتا رہا اور اپنے طاقتور ترین دشمن کو بھی زیر کرتا رہا، مگر خود اپنے نفس پر غالب نہیں آسکا تو یہ کوئی کمال نہیں ہے، اصل کمال تو یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو زیر کرے جو اس کا اصل دشمن ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

اعدی عدوك التی بین جنبیك

''تمہارے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔''

واضح رہے کہ بدن کی قوت ظاہر اور جسمانی ہے جو زوال پذیر اور فناہ ہو جانے والی ہے اس کے برخلاف جو قوت نفس کو زیر کرتی ہے وہ دینی اور روحانی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور ہمیشہ باقی رہتی ہے، لہٰذا نفس کو مارنا، وصف اور کمال کی بات ہے جب کہ آدمی کو پچھاڑنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

جہاد کی فضیلت

۲۷۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)).

[بخاری: کتاب الرقاق، باب مثل الدنیا فی الآخرة، رقم: ٥٩٣٦ ومسلم: کتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة، رقم: ٣٤٩٢]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک صبح کے لیے یا ایک شام کے لیے اللہ کی راہ میں (شرکتِ جہاد کی غرض سے) جانا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔''

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محض ایک صبح کے لیے یا ایک شام کے لیے بھی جہاد میں شریک ہوا تو اس پر اس کو جو اجر ملے گا اور اس کی جو فضیلت حاصل ہو گی وہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں فنا ہو جانے والی ہیں اور آخرت کی نعمت باقی رہنے والی ہے۔

حقیقی مجاہد کون ہے؟

٢٨۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ لِلْمُغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانَهُ، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)).

[بخاری: کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا، رقم: ٢٥٩٩ ومسلم: کتاب الإمارة، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا، رقم: ٣٥٢٤، هذا لفظ البخاری]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک تو وہ شخص ہے جو مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرتا ہے، ایک وہ شخص ہے جو ذکر (یعنی آوازہ اور شہرت کہ جس کو سمعہ کہتے ہیں) کے لیے جنگ کرتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جو اس لیے جنگ کرتا ہے تاکہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے (یعنی اپنی شجاعت وبہادری دکھانے کے لیے جنگ کرتا ہے کہ جس کو ریا کہتے ہیں) تو ان (تینوں) میں کون اللہ کی راہ میں جہاد (کرنے والے) ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس لیے جنگ کرے تاکہ اللہ کا دین سر بلند ہو وہی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔''

راوی الحدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے، اشعر علاقہ حجاز کے ایک پہاڑ کا نام ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مدینہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستے میں یہ پہاڑ پڑتا ہے، اسی کے قریب قبیلہ اشعر کا مسکن تھا، اس قبیلہ کے کچھ لوگ یمن چلے آتے تھے ان ہی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے لوگ بھی تھے، یہ لوگ یمن ہی میں ایمان لے آئے تھے (معجم البلدان: ۱/۱۹۸) جب ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ہجرت مدینہ کا علم ہوا تو یمن سے سمندر کے راستے پچاس سے زائد لوگوں کا قافلہ مدینہ کے لیے نکلا، ان کی کشتی کو ہواؤں نے مدینہ کے قریب کسی ساحل پر پہنچانے کے بجائے ملک حبشہ پہنچا دیا، وہاں ان کی ملاقات حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور وہ لوگ جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے حبشہ سے روانہ ہوئے جب یہ لوگ مدینہ پہنچے اس وقت آپ ﷺ غزوہ خیبر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تشریف لے جا چکے تھے تو یہ سب حضرات بھی خیبر ہی پہنچ گئے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی چونکہ حبشہ بھی پہنچ گئے تھے اور وہیں سے مدینہ آئے تھے اس لیے بعض حضرات نے ان کو مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے۔

صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ اشعر کے لوگ جب رات کو اپنے گھروں میں تلاوت قرآن کرتے ہیں تو میں ان کی آواز پہچان لیتا ہوں اور اسی آواز سے ان کے مکانات کو بھی جان جاتا ہوں، خواہ میں نے ان کو دن میں ان گھروں میں آتے جاتے نہیں دیکھا۔ اس قبیلہ اشعر کی تلاوت اور قراءتِ قرآن کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشعرون في الناس كصرة فيها مسك.

''یعنی اشعر کے لوگوں کی مثال ایک مشک بھری ہوئی تھیلی کی ہے، جس کی خوشبو ہر سو پھیلتی رہتی ہے۔''

خاص طور پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ نے ان کو حضرت داود علیہ السلام کے خاندان کے لوگوں کی طرح حسن آواز اور خوش الحانی سے نوازا ہے۔'' (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو بخش دیجیے اور قیامت کے دن (جنت میں) اکرام کے ساتھ داخل فرما دیجیے۔'' (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی وہ یمن ہی میں رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حاکم بنایا پھر چار سال تک بصرہ کے گورنر رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا کوئی حاکم ایک سال سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ کسی جگہ نہیں رہا، البتہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چار سال بصرہ میں بحیثیت گورنر رہے۔

اہل بصرہ ان سے بہت خوش تھے حضرت حسن بصری علیہ السلام فرماتے ہیں: بصرہ میں کوئی حاکم بھی اہل بصرہ کے لیے ان سے بہتر نہیں آیا، بصرہ کے قیام کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ان کے ذریعہ ہوئی ہیں، اصبہان اور اہواز وغیرہ کے علاقے انہی کی سرکردگی میں فتح کیے گئے تھے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔

ذوالحج ۴۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

تشریح:

اس حدیث میں صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! ایک شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے، ایک شخص محض شہرت اور اپنا نام پیدا کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے اور ایک شخص اپنا مقام ومرتبہ جتلانے یعنی اپنی شجاعت ودلیری اور بہادری دکھانے کے لیے جہاد کرتا ہے ان تمام اشخاص میں سے کون سا ایسا شخص ہے جو فی سبیل اللہ (یعنی اللہ کے راستے میں) جہاد کرتا ہے؟

تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان تینوں میں سے ایک بھی فی سبیل اللہ لڑنے والا نہیں، کیونکہ یہ سب لوگ صرف اور صرف اپنے ذاتی مفاد کے لیے لڑ رہے ہیں، ان میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے جہاد کرے، اور ایسے اشخاص کے متعلق سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جو صرف ریا کاری کے لیے عمل کرتے ہیں سب سے پہلے ان کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں صحیح جہاد صرف یہ ہے کہ انسان محض کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے اللہ کی توحید ووحدانیت کے لیے اور اس کے دینِ اسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احیاء وبقا کے لیے لڑے، یہ جہاد فی سبیل اللہ ہو گا۔

وصیت کا بیان

۲۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَہٗ شَیْءٌ یُوْصِیْ فِیْہِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُہٗ مَکْتُوْبَۃٌ عِنْدَہٗ)).

[بخاری: کتاب الوصایا، باب الوصایا، رقم: ۲۵۳۳ ومسلم: کتاب الوصیۃ، رقم: ۳۰۷۴]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس مسلمان مرد کے معاملے میں کوئی بات وصیت کے قابل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دو راتیں بھی وصیت لکھ رکھے بغیر نہ گزارے۔''

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو یا لوگوں کا کوئی معاملہ اس کے سپرد ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دو راتیں گزرنے سے پہلے وصیت نامہ لکھ کر رکھ لے۔ ''دو راتوں'' سے مراد ''قلیل مدت'' ہے یعنی کم سے کم عرصہ بھی ایسا نہیں گزرنا چاہیے جس میں وصیت نامہ لکھا ہوا نہ رکھا ہو کیونکہ انسان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ معلوم کس لمحہ زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور وصیت نامہ کی عدم موجودگی میں ورثاء کے لاعلم ہونے کی وجہ سے حق تلفی کا وبال اس دنیا سے اسی کے ساتھ جائے۔

علماء ظواہر (یعنی وہ علماء جو بہر صورت قرآن وحدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہیں) اس حدیث کے پیش نظر وصیت کے واجب ہونے کے قائل ہیں حالانکہ یہ حدیث عمومی طور پر وصیت کے واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتی البتہ اس سے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص پر کسی کا قرض ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس قرض یا امانت کے بارہ میں وصیت کر جائے۔

علماء لکھتے ہیں کہ جس معاملہ میں (یعنی قرض اور امانت وغیرہ کے سلسلہ میں) وصیت کرنا لازم ہو اس کا وصیت نامہ جلد سے جلد مرتب کرا لینا مستحب ہے، نیز یہ ضروری ہے کہ وصیت نامہ لکھ کر اس وصیت پر دو اشخاص کی گواہیاں ثبت کرا دی جائیں۔

اپنے ترکہ کے تہائی حصہ میں وصیت کی جا سکتی ہے

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر صاحب نے جو حدیث درج کی ہے وہ ایک طویل حدیث کا جزء ہے حدیث کے مکمل الفاظ یوں ہیں:

۳۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيْرًا وَّلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوْصِي بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِي امْرَأَتِكَ.

[بخاری: کتاب الوصایا، باب ان يترك ورثته أغنياء خير من أن يتكففوا الناس، رقم: ۲۵۳۷

ومسلم: کتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: ۳۰۷۶]

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال اتنا سخت بیمار ہوا کہ موت کے کنارہ پر پہنچ گیا، چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس بہت مال ہے، مگر ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے تو کیا میں اپنے سارے مال کے بارہ میں وصیت کر جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر میں نے عرض کیا کہ کیا دو تہائی مال کے بارہ میں وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر میں نے عرض کیا کہ کیا نصف مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر میں نے عرض کیا کہ کیا ثلث مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ثلث مال کے بارہ میں وصیت کر سکتے ہو اگر چہ وہ بھی بہت ہے، اور یاد رکھو! اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار وخوشحال چھوڑ جاؤ گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو مفلس چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں، جان لو! تم اپنے مال کا جو بھی حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے جذبہ سے خرچ کرو گے تو تمہیں اس کے خرچ پر ثواب ملے گا، یہاں تک کہ تمہیں اس لقمہ کا بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ تک لے جاؤ گے۔''

راوی الحدیث:

آپ کا اسم مبارک سعد بن ابی وقاص اور کنیت ابو اسحاق ہے اور آپ کے والد کا نام ابن مالک بن وہیب ہے، قرشی اور زہری ہیں، عشرہ مبشرہ کی سعادتِ نوید سے بہرہ ور ہیں، سترہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے اور خود بیان کرتے ہیں کہ میں نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوا تھا اور مسلمان ہونے والوں میں میرا چوتھا نمبر ہے، اور فرماتے ہیں: راہ الٰہی میں سب سے پہلے میں نے تیر چلایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ میں نے کبھی نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اپنے والدین کو کسی کے لیے جمع کیا ہو سوائے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے، آپ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا تھا: یا سعد ارم فداك أبي وأمي (اے سعد! تیر چلاتے رہو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)۔

بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ صرف ہمت افزائی نہ تھی، بلکہ بہتر سے بہتر الفاظ میں اپنی انتہائی دلی مسرت اور خوشنودی کا اظہار بھی تھا۔

آپ تمام غزوات میں شریک ہوئے، مستجاب الدعوات تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! سعد بن ابی وقاص کا تیر نشانہ پر لگا اور ان کی دعا قبول فرما، مقام عتیق کے قریب بعمر ۸۰ سال کے لگ بھگ اپنے محل میں ۵۵ھ میں فوت ہوئے، نمازِ جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی، جو ان دنوں مدینہ طیبہ کے حاکم تھے، جنت البقیع میں مدفون ہوئے، عشرہ مبشرہ میں سے فوت ہونے والے صحابہ میں یہ فوت ہونے میں آخری صحابی ہیں۔

تشریح:

''میرا کوئی وارث نہیں ہے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ذوی الفروض میں سے میرا کوئی وارث نہیں ہے، یا یہ کہ ایسے وارثوں میں سے کہ جن کے بارہ میں مجھے یہ خوف نہ ہو کہ وہ میرا مال ضائع کر دیں گے، علاوہ ایک بیٹی کے اور کوئی وارث نہیں ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس جملہ کی یہ تاویل اس لیے کی گئی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کئی عصبی وارث تھے۔

یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ مال جمع کرنا مباح ہے وہیں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وارثوں کے حق میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس میت کے وارث موجود ہوں تو اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت اس کے تہائی مال سے زائد میں جاری نہیں ہوتی البتہ اگر وہ اپنی اجازت وخوشی سے چاہیں تو ایک تہائی سے زائد میں بھی بلکہ سارے ہی مال میں وصیت جاری ہوسکتی ہے بشرطیکہ سب وارث عاقل وبالغ اور موجود ہوں اور جس میت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں بھی اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اس کی وصیت بھی ایک تہائی سے زائد میں جاری نہیں ہوسکتی، البتہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے متبعین علماء اس صورت میں ایک تہائی سے زائد میں بھی وصیت جاری کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، نیز حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور حضرت اسحاق رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، ان کے حق میں ہمیشہ خیر خواہی کا جذبہ رکھا جائے اور وارثوں کے واسطے شفقت ومحبت ہی کے طریقے کو اختیار کیا جائے، علاوہ ازیں اس حدیث سے اور بھی کئی باتیں معلوم ہوئیں، اول یہ کہ اپنا مال غیروں کو دینے سے افضل یہ ہے کہ اسے اپنے قرابت داروں پر خرچ کیا جائے، دوم یہ کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی طلب پیش نظر ہو، اور سوم یہ کہ اگر کسی مباح کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا خوشنودی کی نیت کر لی جائے تو وہ مباح کام بھی اطاعت وعبادت بن جاتا ہے چنانچہ بیوی اگرچہ جسمانی ودنیوی لذت وراحت کا ذریعہ ہے اور خوشی ومسرت کے وقت اس کے منہ میں نوالہ دینا محض ایک خوش طبعی ہے جس کا طاعت وعبادت اور امورِ آخرت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا کہ اگر بیوی کے منہ میں نوالہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی طلب کی نیت ہو تو اس میں ثواب ملتا ہے، لہٰذا اس کے علاوہ دوسری حالتوں میں تو بطریق اولیٰ ثواب ملے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ جاریہ کا بیان

۳۱ ۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ)).

[مسلم: کتاب الوصية، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، رقم: ٣٠٨٤]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان فوت جاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے ① صدقہ جاریہ۔ ② علم جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ ③ صالح اولاد جو فوت ہو جانے کے بعد اس کے لیے دعا کرے۔''

تشریح:

ایسے اعمال جن کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہوتا ہے ان کے اثرات فوت ہونے کے بعد دنیا ہی میں ختم ہو جاتے ہیں، مثلاً نماز روزہ وغیرہ ایسے اعمال ہیں جو انسان کی زندگی میں ادا ہوتے تھے گو کہ ان کا ثواب باقی رہتا ہے کہ وہ ذخیرہ آخرت ہو جاتے ہیں اور فوت ہونے کے بعد اس پر جزا ملتی ہے مگر ان کا سلسلہ فوت ہونے کے بعد آئندہ جاری نہیں رہتا، کیونکہ زندگی میں جب تک یہ اعمال ہوتے تھے ان کو ثواب ملتا رہتا تھا جب زندگی ختم ہوگئی تو یہ اعمال بھی ختم ہو گئے اور جب یہ اعمال ختم ہو گئے تو اس پر جزا وسزا کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

لیکن کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ نہ صرف یہ کہ زندگی میں ملتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ مرنے کے بعد باقی وجاری رہتا ہے، ایسے ہی اعمال کے بارہ میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ زندگی ختم ہو جانے کے بعد بھی ان کے ثواب کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اور مرنے والا برابر اس سے نفع اٹھاتا رہتا ہے۔

پہلی چیز صدقہ جاریہ ہے، یعنی اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں زمین وقف کر گیا ہے یا کنواں وتالاب بنوایا گیا ہے یا ایسے ہی مخلوقِ الٰہی کے فائدہ کی خاطر کوئی دوسری چیز اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے تو جب تک یہ چیزیں قائم رہیں گی اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔

دوسری چیز علم نافع ہے یعنی کسی ایسے عالم نے وفات پائی جو اپنی زندگی میں لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا رہا اور پھر اپنے علوم ومعارف کو کسی کتاب کے ذریعہ محفوظ کر گیا جو ہمیشہ لوگوں کے لیے فائدہ مند اور رشد وہدایت کا سبب بنی ہے یا کسی ایسے شخص کو اپنا شاگرد بنا گیا جو اس کے علم کا صحیح وارث ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو زندگی ختم ہونے کے بعد اس کے لیے سرمایۂ سعادت ثابت ہوں گی اور جن کا ثواب اسے وہاں برابر ملتا رہے گا۔

تیسری چیز اولاد صالح ہے ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لیے سب سے بڑی سعادت اور وجہ افتخار اس کی اولاد صالح ہی ہوتی ہے اس لیے کہ صالح اولاد نہ صرف یہ کہ ماں باپ کے لیے دنیا میں سکون وراحت کا باعث بنتی ہے بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے وسیلۂ نجات اور ذریعہ فلاح بھی بنتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ لائق ونیک لڑکا اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے، اور ان کی طرف سے خیرات وصدقات کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام والدین کے لیے ثواب کا باعث ہیں جن سے وہ اُخروی زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کا ترکہ پہلے ذوی الفروض کو دو

۳۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

[بخاري: كتاب الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه، رقم: ٦٢٣٥ ومسلم: كتاب الفرائض، باب ألحقوا الفرائض بأهلها، رقم: ٣٠٢٨]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میراث کے حصے حصہ داروں کو دو پھر جو کچھ بچے وہ میت کے اس مرد وارث (عصبہ) کا حق ہے جو میت کا سب سے قریبی عزیز ہو۔''

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ میت کا ترکہ سب سے پہلے ان لوگوں کو دو جن کے حصے قرآنِ کریم میں مقرر ہیں کہ جنہیں ذوی الفروض کہا جاتا ہے، ان کو معینہ حصے دینے کے بعد و کچھ بچے وہ عصبات میں مقدم وہ عصبہ ہے جو میت کا سب سے قریبی عزیز ہو، چنانچہ ریب کے عصبہ کی موجودگی میں بعید کا عصبہ میت کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا۔

حدیث کے آخری الفاظ رجل ذکر میں لفظ ''ذکر'' تاکید کے لیے بھی استعمال کیا لیا ہے اور اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ خنثیٰ سے احتراز ہو جائے۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ یہ ارشادِ گرامی اس بات کی دلیل ہے کہ بعض وارث ض دوسرے وارثوں کے حق ہیں حاجب (یعنی میراث سے روکنے والے) ہوتے ں، چنانچہ حجب یعنی میراث سے روکنا دو طرح سے ہوتا ہے: اول ''حجب نقصان۔ م ''حجب حرمان'' اس موقع پر اجمالی طور پر ان دونوں کی یہ تعریف جان لیجیے کہ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارث ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دوسرے وارثوں کا حصہ کم ہو جاتا ہے مثلاً جب میت کی اولاد نہ ہو تو میت کی ماں کو کل ترکہ میں سے ایک تہائی ملتا ہے اور اگر میت کی اولاد موجود ہو تو میت کی ماں کو صرف چھٹا حصہ ملتا ہے اس کو حجب نقصان کہتے ہیں اسی طرح بعض وارث ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے بعض عزیزوں کو میراث میں سے کچھ بھی نہیں ملتا مثلاً میت کے بیٹے کی موجودگی میں بھائی میراث سے بالکل محروم رہ جاتا ہے، اس کو حجب حرمان کہتے ہیں۔

سرورِ کونین ﷺ کی فضیلت کا بیان

۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ)).

[مسلم: کتاب المساجد، رقم: ۸۱۲]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ مخصوص چیزوں کے ذریعہ دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے، ① مجھے جامع کلمات عطا ہوئے۔ ② دشمنوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے کے ذریعے مجھے فتح ونصرت عطا فرمائی گئی۔ ③ مالِ غنیمت میرے لیے حلال ہوا۔ ④ ساری زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی قرار دیا گیا۔ ⑤ ساری مخلوق کے لیے مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ ⑥ اور نبوت ورسالت کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

''مجھے جامع کلمات عطا ہوئے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ دین کی حکمتیں اور احکام، ہدایت کی باتیں، اور مذہبی ودنیاوی امور کے متعلق دوسری چیزوں کو بیان کرنے کا ایسا مخصوص اسلوب مجھے عطا فرمایا گیا جو نہ پہلے کسی نبی اور رسول کو عطا ہوا اور نہ دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے فصیح وبلیغ کو نصیب ہوا، اس اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ تھوڑے سے الفاظ کے ایک چھوٹے سے جملہ میں معانی ومفہوم کا ایک گنجینہ پنہاں ہوتا ہے، پڑھیے اور لکھیے تو چھوٹی سی سطر بھی پوری نہ ہو لیکن اس کا مفہوم اور وضاحت بیان کیجیے تو کتاب تیار ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال وارشادات میں اس طرح کے کلمات کی ایک بڑی تعداد ہے جن کو ''جوامع الکلم'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان میں سے چند کلمات کو بطورِ مثال یہاں نقل کیا جاتا ہے:

① إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔''

② وَمِنْ حُسْنِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ

''بے فائدہ بات کو ترک کر دینا آدمی کے اسلام کا حسن ہے۔''

③ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ

''دین، خیر خواہی کا نام ہے۔''

④ اَلْعِدَةُ دَيْنٌ

''وعدہ، بمنزلہ قرض کے ہے۔''

⑤ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء نے بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے کام لے کر احادیث کے ذخائر میں سے اس طرح کی حدیثوں کو جو ''جوامع الکلم'' میں سے ہیں، چنا ہے اور ان کا مجموعہ تیار کیا ہے، بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ: ''مجھے جوامع الکلم یعنی جامع کلمات عطا ہوئے ہیں۔'' اس جملہ میں جوامع الکلم سے ''قرآنِ کریم'' مراد ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ اعجاز نمایاں ہے کہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑے بڑے مضمون پنہاں ہیں، لیکن پہلی وضاحت ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اسی مضمون کی ایک دوسری روایت میں ''اختصر لی الکلام'' کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں اس سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں ''جوامع الکلم'' سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد واقوال مراد ہیں۔

''اور نبوت ورسالت کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا، رسالت تمام ہوئی، اب میرے بعد کوئی اور نبی ورسول نہیں آئے گا کیونکہ اللہ کا دین مکمل ہو گیا ہے، قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا بھی اسی دین کو مضبوط بنانے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کے لیے ہو گا۔

مساجد کا مقام

۳۴۔ عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
((أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)).

[مسلم: كتاب المساجد، باب النهي عن بناء المساجد على القبور، رقم: ۸۲۷]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:
خبردار! تم سے پہلے (یعنی دوسری امتوں کے) لوگوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء رحمہم اللہ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، لہٰذا خبردار! تم لوگ قبروں کو
سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔''

راوی الحدیث:

آپ کا نام جندب بن سفیان اور کنیت ابوعبداللہ ہے، بجلی علقمی احمسی ہیں، پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر بصرہ سے بھی نکل گئے، فتنہ ابن الزبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔

تشریح:

سرورِ دو عالم ﷺ کا پیمانہ حیات جب لبریز ہونے لگا اور آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ اب اس دنیا فانی سے رخصت ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے تو آپ ﷺ نے اس خوف سے کہ میری امت کے لوگ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنا لیں اس فعل شنیع کی ممانعت کا اظہار یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا، کیونکہ ان امتوں کے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

قبروں کو سجدہ گاہ بنانا دو طریقوں سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ صاحب قبر یا محض قبر کی عبادت و پرستش کے مقصد سے قبروں پر سجدہ کیا جائے جیسا کہ بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سجدہ تو قبر کو کیا جائے مگر اس سے مقصد اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت سے پروردگار کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اس کا قرب میسر ہوتا ہے، یہ دونوں طریقے غیر مشروع اور اللہ ورسول ﷺ کی نظر میں ناپسندیدہ ہیں۔ پہلا طریقہ تو صریحاً کفر وشرک ہے، دوسرا طریقہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی پرستش وعبادت میں دوسرے کو شریک کرنا لازم آتا ہے یہ دونوں طریقے اللہ کی لعنت کا سبب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بھی سمجھ لیجیے کہ نبی ﷺ کی قبر یا کسی بزرگ ولی کی قبر کی طرف از راہِ بزرگی و تعظیم نماز پڑھنا حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

درود بھیجنے کی فضیلت

۳۵۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)).

[مسلم: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، رقم: ٦١٦]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔''

تشریح:

''صلوٰۃ وسلام'' در اصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ اور اشرف درجہ کی ایک دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور وفا شی کے اظہار کے لیے آپ کے حق میں کی جاتی ہے اور اس کا حکم ہم بندوں کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنِ پاک میں دیا گیا ہے، اور بڑے پیارے اور مؤثر انداز میں دیا گیا ہے، ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾. [الاحزاب:٥٦]

اس آیت میں اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں (اور یہی آیت کا اصل موضوع اور مدعا ہے) لیکن اس خطاب اور حکم میں خاص اہمیت اور وزن پیدا کرنے کے لیے پہلے بطورِ تمہید فرمایا گیا ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ....﴾

یعنی نبی ﷺ پر صلوٰۃ (جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے) اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک فرشتوں کا معمول ودستور ہے، تم بھی اس کو اپنا معمول بنا کے اس محبوب ومبارک عمل میں شریک ہو جاؤ۔

حکم اور خطاب کا یہ انداز قرآنِ پاک میں صرف صلوٰۃ وسلام کے اس حکم ہی کے لیے اختیار کیا گیا ہے دوسرے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کے لیے بھی نہیں کہا گیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو..... بلا شبہ صلوٰۃ وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے مقامِ محبوبیت کے خصائص میں سے ہے۔

درود شریف کی امتیازی خاصیت:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس مادی دنیا میں پھلوں اور پھولوں کو الگ الگ رنگتیں دی ہیں اور ان میں مختلف قسم کی خوشبوئیں رکھی ہیں اسی طرح مختلف عبادات اور اذکار ودعوات کے الگ الگ خواص اور برکات ہیں۔ درود شریف کی امتیازی خاصیت یہ ہے کہ خلوص دل سے اس کی کثرت، اللہ تعالیٰ کی خاص نظر رحمت، رسول اللہ ﷺ کی خصوصی شفقت وعنایت حاصل ہونے کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔

درود وسلام کا مقصد:

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ درود وسلام اگرچہ بظاہر رسول اللہ ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ایک دعا ہے لیکن جس طرح کسی دوسرے کے لیے دعا کرنے کا اصلی مقصد اس کو نفع پہنچانا ہوتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا مقصد آپ ﷺ کی ذات پاک کو نفع پہنچانا نہیں ہوتا، ہماری دعاؤں کی آپ ﷺ کو قطعا کوئی ضرورت نہیں، بادشاہوں کو فقیروں مسکینوں کے تحفوں اور ہدیوں کی کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت!!

بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہم بندوں پر حق ہے کہ اس کی عبادت اور حمد وتسبیح کے ذریعے اپنی عبدیت اور عبودیت کا نذرانہ اس کے حضور میں پیش کریں، اور اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نہیں پہنچتا بلکہ وہ خود ہماری ضرورت ہے، اور اس کا نفع ہم ہی کو پہنچتا ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے محاسن وکمالات، آپ ﷺ کی پیغمبرانہ خدمات اور امت پر آپ کے عظیم احسانات کا یہ حق ہے کہ امتی آپ کے حضور میں عقیدت ومحبت اور وفا داری ونیاز مندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کریں، اسی کے لیے درود وسلام کا یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے، اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس کا مقصد آپ کو کوئی نفع پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ اپنے ہی نفع کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا وثواب آخرت اور اس کے رسول پاک ﷺ کا روحانی قرب حاصل کرنے کے لیے درود وسلام پڑھا جاتا ہے اور پڑھنے والے کا اصل مقصد بس یہی ہوتا ہے۔

پھر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ ہمارا درود وسلام کا یہ ہدیہ اپنے رسول پاک ﷺ تک فرشتوں کے ذریعہ پہنچاتا ہے نیز ہمارے اس درود وسلام کے حساب میں بھی رسول اللہ ﷺ پر اپنے الطاف وعنایات اور تکریم وتشریف میں اضافہ فرماتا ہے۔

درود وسلام کی خاص حکمت:

انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کی خدمت میں عقیدت ومحبت اور وفاداری ونیاز مندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے درود وسلام کا طریقہ مقرر کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس اور محترم ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہی کی ہیں اور ان میں سب سے اکرم وافضل خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ ہیں، جب ان کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی یہ حکم دے دیا گیا کہ اُن پر درود وسلام بھیجا جائے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے خاص الخاص عنایت ورحمت اور سلامتی کی دعا کی جائے) تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور نظر کرم کے محتاج ہیں، اور ان کا حق اور مقامِ عالی یہی ہے کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ سے اعلیٰ دعائیں کی جائیں، اس کے بعد شرک کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہتی، کتنا بڑا کرم ہے ربِ کریم کا کہ اس کے اس حکم نے ہم بندوں اور اُمتیوں کو نبیوں اور رسولوں کا اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کا دعا گو بنا دیا جو بندہ ان مقدس ہستیوں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار کیسے ہوسکتا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا وجود امت کے لیے امن وسلامتی کا باعث تھا

حضرت میر مرحوم صاحب نے جو حدیث درج کی تھی وہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے مکمل الفاظ یوں ہیں:

٣٦۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ ((اَلنُّجُوْمُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ أَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَنَا أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوْعَدُوْنَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوْعَدُوْنَ.

[مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابه، رقم: ٦٤٩٦]

''حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یعنی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن) نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر (وحی کے انتظار میں) آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے، اور پھر فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں، جس وقت یہ ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان کے لیے وہ چیز آ جائے گی جو موعود مقدر ہے، میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہوں، جب میں (اس دنیا سے) چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہ چیز آ پڑے گی جو موعود مقدر ہے، اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں، جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم (اس دنیا سے) رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آ پڑے گی جو موعود مقدر ہے۔''

تشریح:

''ستارے'' کا لفظ سورج اور چاند کو بھی شامل ہے۔ اور ''ستاروں کے جاتے رہنے'' سے مراد سورج، چاند اور تمام ستاروں کا بے نور ہو جانا، ٹوٹ پھوٹ کر گر پڑنا اور معدوم ہو جانا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے:

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ﴾ [التکویر: ۱،۲]

''جب (قیامت کے دن) آفتاب بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔''

''آسمان کے لیے جو چیز موعود ومقدر ہے۔'' سے مراد قیامت کے دن آسمانوں کا پھٹ جانا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر روئی کے گالوں کی طرح اڑنا ہے، اس کی خبر قرآنِ کریم نے: ﴿إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ﴾ (جب آسمان پھٹ جائے گا) اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ (جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا) کے الفاظ میں دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے موعود ومقدر چیز'' سے مراد فتنہ وفساد، اختلافات ونزاعات، باہمی جنگ وجدل اور بعض اعرابی قبائل کا مرتد ہو جانا ہے، اسی طرح ''امت کے لیے موعود ومقدر چیز'' سے مراد بداعتقادی وبدعملی کے فتنوں کا اُمنڈ پڑنا، بدعات کا زور ہو جانا، مسلمانوں پر دینی وملی سانحات وحادثات کا واقع ہونا، اہل خیر وبرکت کا اس دنیا سے اٹھ جانا، اہل شر کا باقی رہنا اور اُن (اہل شر) پر قیامت قائم ہونا ہے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اہل خیر کا وجود شر کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، جب اہل خیر اٹھ جاتے ہیں تو شر کو آنے کا موقع مل جاتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے شر سے حفاظت کا مکمل ضامن تھا، کسی بھی معاشرے میں فتنہ کی ابتداء، مختلف الذہن اور مختلف الخیال لوگوں کی باہمی آدیزش اور ایک دوسرے کے خلاف رائے رکھنے سے ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ صورتِ حال تھی کہ جب کسی بھی مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا باہمی اختلاف رائے ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلو بیان فرما دیتے جو حقیقت کے مطابق ہوتا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی پر جم جاتے تھے، اس صورت میں کسی فتنہ کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو صورتِ حال مختلف ہو گئی، صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم مسلمانوں کی کثرت ہوتی گئی، خود رائی کا رجحان پیدا ہونے لگا، اور چونکہ اس خود رائی کی بنیاد ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات ہوتی تھیں اس لیے فتنہ وفساد جنم لینے لگے، وہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد موجود تھی جو کسی بھی معاملہ میں اپنی ذاتی خواہش اور رجحان کو اہمیت نہ دیتے تھے بلکہ ہر معاملہ اور ہر مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل اور یا دلالت حال سے استناد کرتے تھے اور ذاتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت کے انوار سے بھرپور تھے، اس لیے ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجود بہر حال اتنا باعثِ خیر و برکت تھا کہ فتنوں اور برائیوں کے اندھیرے زیادہ پھیلنے نہیں پائے لیکن جب ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا وجود بھی اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو انوار و برکات میں بہت ہی کمی آ گئی اور تاریکیوں کو بڑھنے پھیلنے کا موقع مل گیا۔ اسی حقیقت کو رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں اور آسمان کی مثال کے ذریعہ پہلے سے بیان فرما دیا تھا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آسمان کا وجود اسی وقت تک ہے جب تک چاند سورج اور ستارے اپنی ضیا پاشیوں کے ساتھ موجود ہیں، جب یہ ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان کے وجود کے خاتمہ کا وقت آ جائے گا اور جب آسمان کا وجود ختم ہو جائے گا تو پوری کائنات اپنے عدم کی تاریکی میں گم ہو جائے گی، پس صحابہ رضی اللہ عنہم ان ستاروں کی مانند ہیں جن کے وجود سے کائنات کو روشنی ملتی ہے۔

اُس عذاب سے ڈرو جو اہل بیت کے حقوق کی کوتاہی کے سبب ہو گا

حضرت میر مرحوم صاحب نے جو حدیث درج کی ہے وہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے مکمل الفاظ یوں ہیں:

۳۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَآءٍ يُدْعٰى: خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَّأْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ)) فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَأَهْلُ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ))۔ وفي رواية۔ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ))۔

[مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی رضی اللہ عنہ، رقم: ٤٤٢٥]

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ و مدینہ کے درمیان پانی والے مقام پر کہ جس کو خم کہا جاتا تھا خطاب عام کے لیے ہمارے سامنے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی پھر لوگوں کو (اچھی باتوں اور اچھے اعمال کی) نصیحت فرمائی، ان کو اللہ کا ثواب وعذاب یاد دلایا (اور غفلت وکوتاہی کے خلاف خبردار کیا) اور پھر فرمایا: اے لوگو! آگاہ رہو، میں تمہارے ہی مانند ایک انسان ہوں (اس امتیاز کے ساتھ کہ اللہ نے تمہاری ہدایت کے لیے مجھ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر وحی آتی ہے) وہ وقت قریب ہے جب میرے پروردگار کا فرستادہ (یعنی ملک الموت عزرائیل) آئے اور میں اپنے پروردگار کا حکم قبول کروں میں تمہارے درمیان دو عظیم یا نفیس چیزیں چھوڑ جاؤں گا جن میں سے ایک کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت (یعنی دین ودنیا کی فلاح وکامیابی تک لے جانے والی راہِ راست کا بیان) اور نور ہے پس تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو (یعنی اپنے مسائل کا حل اس کی روشنی میں ڈھونڈو اس کو اپنا رہنما اور مستدل بناؤ، اس کو یاد کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کرو اور اس کے علوم ومعارف کو حاصل کرو) غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کتاب اللہ کے متعلق خوب جوش دلایا اور اس کی طرف راغب کیا، پھر فرمایا اور ان دو عظیم چیزوں میں سے دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اللہ کا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب یاد دلاتا ہوں جو میرے اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور تقصیر کے سبب ہوگا، میں (دوبارہ) تمہیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلاتا ہوں جو میرے اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کے سبب ہوگا۔'' اور ایک روایت میں (جس میں سے ایک کتاب اللہ ہے کی جگہ) یہ الفاظ ہیں، کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے، جو شخص کتاب اللہ کی اطاعت کرے گا (یعنی اس پر ایمان لائے گا، اس کو یاد کرے گا، اخلاص کے ساتھ اس کا علم حاصل کرے گا اور اس پر عمل پیرا رہے گا تو وہ راہِ راست پر رہے گا اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا (یعنی نہ تو اس پر ایمان لائے گا نہ اس کو یاد کرے گا، نہ اس کے علم وعمل میں مخلص ہوگا) تو وہ گمراہ رہے گا۔''

راوی الحدیث:

آپ کا نام زید اور نسب بن ارقم بن یزید بن قیس بن نعمان انصاری خزرجی ہے، آپ کی کنیت ابوعمرو یا ابو عامر یا ابوسعید یا ابوحمزہ ہے، اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے کوفہ ہی میں قیام پذیر رہے اور وہاں ہی عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں جب مختار کوفہ کا حاکم تھا ۶۶ھ میں وفات پائی، ان سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

تشریح:

''خم'' مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ کے قریب ایک مشہور جگہ کا نام ہے جس کو ''غدیر خم'' بھی کہا جاتا ہے، دراصل ''غدیر'' پانی کے حوض کو کہتے ہیں اور اس جگہ کسی حوض یا تالاب کی شکل میں پانی موجود رہا ہوگا، اس مناسبت سے اس جگہ کو ''غدیر خم'' کہا جانے کا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کی جاتی ہے کہ خطاب عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہ صورت اس وقت پیش آئی تھی جب آپ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مکہ سے مدینہ کو واپس لوٹ رہے تھے اور غدیر خم پر پڑاؤ ڈالا گیا تھا۔

''اور میں اپنے پروردگار کا حکم قبول کروں'' یہ اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ اس دنیا سے آپ ﷺ کے رخصت ہونے کا وقت قریب آچکا ہے، چنانچہ یہ بات آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سفر سے واپسی کے دوران آخر ماہ ذی الحجہ ۱۰ھ میں فرمائی تھی اور تقریباً تین ماہ بعد ربیع الاول ۱۱ھ میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

''دو عظیم یا نفیس چیزیں'' یہ ثقلین کا ترجمہ ہے، ثِقل (ث کے زیر کے ساتھ) کے معنی تو بھاری اور بوجھ کے ہیں اور ثَقَل (ث اور ق کے زبر کے ساتھ) مسافر کے سامان اور حشم وخدم اور کسی بھی اعلیٰ ونفیس چیز کو کہتے ہیں یہاں حدیث میں اس لفظ کے یہی معنی نفیس مراد ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ''ثقلین'' سے دو عظیم چیزیں مراد ہیں اور کتاب اللہ اور اہل بیت کو دو عظیم چیزیں یا تو ان کے عظیم المرتبت ہونے کے اعتبار سے فرمایا گیا یا اس سبب سے کہا گیا کہ ان پر عمل کرنا مشکل اور بھاری ہے، ہر شخص اُن کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جن وانس کو بھی ثقلین اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے بوجھ ہیں یعنی جس طرح جانور کی پشت پر بوجھ لادتے ہیں اسی طرح زمین نے ان دونوں (جن وانس) کا بوجھ اپنی پشت پر اٹھا رکھا ہے، بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دونوں یعنی کتاب اللہ اور اہل بیت دین کی متاع ہیں کہ ان کے ذریعہ دین کی اصلاح ودرستگی اور آبادی ہوتی ہے جیسے ثقلین یعنی جن وانس زمین کی متاع ہیں کہ انہی سے دنیا کی آبادی ہے۔

''جس میں ہدایت اور نور ہے۔'' یعنی کتاب اللہ میں ان احکام واعمال کا بیان ہے جن سے راہِ حق روشن ہوتی ہے اور جو طالب کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں ... ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم وعرفان میں وہ نورِ حق ہے جو ذہن وفکر کی استقامت وسلامتی کا ذریعہ بنتا ہے اور یہی نور قیامت کے دن رہنما بنے گا واضح رہے کہ ''نور'' قرآن کا ایک نام بھی ہے۔

''کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔'' یعنی اپنے فکر ونظر، اعتقاد وانقیاد اور عمل وکردار کی بنیاد کتاب اللہ کو قرار دو، اسی میں عقیدہ ویقین رکھو اور اسی پر عمل کرو یہ بات ذہن نشین رہے کہ احادیث رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا بھی منجملہ کتاب اللہ ہے، کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

''(اے اہلِ ایمان!) رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو قبول کرو اور جس بات سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو۔''

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

''اور جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔''

اور فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ﴾

''آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

ایک روایت میں یہاں حدیث کا یہ فقرہ یوں نقل کیا گیا ہے:

فَتَمَسَّکُوْا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَخُذُوْا

''پس کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور اس کو اختیار کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب جوش دلایا، یعنی حاضرین کو اس امر کی جانب بہت تاکید اور شد ومد کے ساتھ متوجہ کیا کہ کتاب اللہ پڑھنے، اس کو حفظ کرنے، اس کے الفاظ ومعانی کے آداب وقواعد کی رعایت ملحوظ رکھنے اور جو احکام ومضامین اس میں ہیں اُن پر عمل کرنے میں ذرا غفلت وکوتاہی نہ کی جائے۔

''راغب کیا۔'' یعنی آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی طرف راغب کرنے والی باتوں کا ذکر کیا جو شخص اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑے رہے گا اور اپنی تمام تر فکری اعتقادی ور عملی زندگی کا محور اسی کو بنائے رہے گا اس کو دین ودنیا کی فلاح وکامرانی حاصل ہوگی ور اس کو بلند تر مراتب ودرجات حاصل ہوں گے یہاں اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ پ ﷺ نے راغب کرنے والی اور بشارت دینے والی باتوں کے ساتھ اس عذاب سے ڈرانے والی باتیں بھی ذکر کی ہوں جو کتاب اللہ کے احکام پر عمل نہ کرنے والوں کو گا تاہم یہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے صرف بشارت دینے والی باتوں پر اکتفا کر کے سعت رحمت باری، اپنی شان رحمۃ للعالمین اور اپنی امت کے امت مرحومہ ہونے کی رف اشارہ کیا ہو۔

''میں (دوبارہ) تمہیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلاتا ہوں'' یہ جملہ آپ ﷺ نے کید اور زیادہ سے زیادہ اہمیت ظاہر کرنے کے لیے دو مرتبہ ارشاد فرمایا تاہم یہ بات ں بعید از امکان نہیں ہے کہ ایک بار کے جملہ میں اہل بیت، سے مراد اولاد ہو اور سری بار کے جملہ میں ازواجِ مطہرات مراد ہوں، ایک روایت میں یہاں قالہ ثلاث ات کے الفاظ ہیں یعنی آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔

کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے ''حبل'' کے لغوی معنی رسی کے ہیں اور اس سے مراد ، عہد، امان اور وہ چیز جو بندہ کو اس کے رب کی طرف لے جائے اور اس کے قرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورضا کا وسیلہ ہو مطلب یہ کہ قرآن بندہ کی فلاح وکامیابی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد واقرار ہے اس کے عذاب سے امان ہے اور اس کے قرب کا وسیلہ ہے اس کو مضبوط پکڑنے والا عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے، قرب الٰہی کی سرفرازی پاتا ہے اور اخروی فلاح اور کامرانیوں کے بلند درجات تک پہنچتا ہے اس کے برخلاف جو شخص اپنی اعتقادی وعملی زندگی کا محور کتاب اللہ کو نہیں بناتا اور قرآن کے احکام وہدایات پر عمل پیرا نہیں رہتا وہ گمراہی یعنی دین ودنیا کی محرومیوں اور نامرادیوں کے علاوہ کچھ نہیں پاتا، پس قرآنِ کریم دونوں اعتبار سے ''رسی'' کی مانند ہے کہ ہدایت والے کو ترقی درجات تک پہنچاتا ہے اور سرکشی کرنے والے کو محرومیوں اور نامرادیوں کی نچلی سطح تک گرا دیتا ہے ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهِ كَثِيْرًا﴾ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ یعنی قرآنِ کریم یا تو تیری سند ہے (تجھ کو نجات دلائے گا یا تیرے مقابلہ میں سند بنے گا (تجھ کو عذاب میں گرفتار کرائے گا)۔

اور خود باری تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا﴾.

''اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفا ورحمت ہے اور ناانصافوں کو اس سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے۔''

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

۳۸ ۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ)) قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ))

[مسلم: كتاب السلام، باب من حق المسلم، رقم: ٤٠٢٣]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک) مسلمان کے (دوسرے) مسلمان پر چھ حق ہیں، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ① جب تم کسی مسلمان سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو۔ ② جب تمہیں کوئی (اپنی مدد کے لیے یا ضیافت کی خاطر) بلائے تو اسے قبول کرو۔ ③ جب تم سے کوئی خیر خواہی چاہے تو اس کے حق میں خیر خواہی کرو۔ ④ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو (یرحمک اللہ کہہ کر) اس کا جواب دو۔ ⑤ جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ ⑥ جب کوئی فوت ہو جائے تو (نمازِ جنازہ اور دفن کرنے کے لیے) اس کے ساتھ جاؤ۔''

تشریح:

مذکورہ بالا چیزیں فرض کفایہ ہیں، سلام کرنا سنت ہے اور وہ بھی حقوق اسلام میں سے ہے مگر سلام کرنا ایسی سنت ہے جو فرض سے بھی افضل ہے کیونکہ سلام کرنے سے نہ صرف یہ کہ تواضع وانکساری کا اظہار ہوتا ہے بلکہ یہ ادائے سنت واجب کا سبب بھی ہے۔

بیمار کی عیادت اور جنازہ کے ساتھ جانے کے حکم سے اہل بدعت مستثنیٰ ہیں، یعنی روافض وغیرہ کی نہ تو عیادت کی جائے اور نہ ان کے جنازہ کے ساتھ جایا جائے۔

''دعوت قبول کرنے'' سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مدد کے لیے بلائے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی درخواست قبول کی جائے اور اس کی مدد کی جائے بعض حضرات نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مہمانداری اور ضیافت کے لیے مدعو کرے تو اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کی طرف سے دی گئی ضیافت میں شرکت کی جائے بشرطیکہ ضیافت کسی بھی حیثیت سے ایسی نہ ہو جس میں شرکت گناہ کا باعث ہو جیسا کہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ضیافت محض از راہِ مفاخرت اور نام ونمود کی خاطر ہو اس میں شرکت نہ کی جائے چنانچہ سلف یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور پہلے زمانہ کے علماء کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایسی ضیافت کو ناپسند کرتے تھے۔

چھینکنے والے کا جواب دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر چھینکنے والا ''**الحمد لله**'' کہے تو اس کے جواب میں ''**یرحمك الله**'' کہا جائے، شرح السنہ میں لکھا ہے کہ اسلام کے ان تمام حقوق کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے خواہ نیک مسلمان ہوں یا بد، یعنی ایسے مسلمان ہوں جو گنہگار تو ہوں مگر مبتدع (بدعتی) نہ ہوں تاہم اس احتیاط اور امتیاز کو مد نظر رکھا جائے کہ بشاشت یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا اور مصافحہ کرنا صرف نیک مسلمان ہی کے ساتھ مختص ہونا چاہیے فاجر یعنی ایسے بد اور گنہگار مسلمان کے ساتھ جو علی الاعلان معصیت وگناہ میں مبتلا رہتا ہے بشاشت ومصافحہ ضروری نہیں ہے۔

وَإِذَا مَرِضَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لیے جانا چاہیے اور اس کی مزاج پرسی کرنی چاہیے اگرچہ عیادت اور مزاج پرسی ایک ہی مرتبہ کیوں نہ کی جائے، اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہے کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں بیمار کی عیادت نہ کی جائے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ بالکل غلط ہے۔

اس حدیث میں اسلام کے چھ حقوق بتائے گئے ہیں جب کہ ایک اور حدیث میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق کی تعداد پانچ بیان کی گئی تھی، گویا اس حدیث میں خیر خواہی کا مزید ذکر کیا گیا ہے تو اس بارہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ احادیث میں حقوق کی جو تعداد ذکر کی گئی ہے وہ حصر کے طور پر نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت زیادہ حقوق ہیں جن کو بتدریج مختلف احادیث میں تھوڑا تھوڑا کر کے بیان کیا گیا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ احکام بذریعہ وحی آپ ﷺ کے پاس اسی طرح بتدریج نازل ہوئے ہوں گے یعنی پہلے تو پانچ حقوق کا حکم نازل کیا گیا ہوگا پھر چھ حقوق کے احکام نازل کیے گئے۔

استعاذہ

دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور حاجت وضرورت ایسی نہیں جس کی دعا رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت سے نہ کی ہو اور امت کو تلقین نہ فرمائی ہو اور اسی طرح دنیا وآخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ اور کوئی بلا وآفت اس عالم وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا نہایت روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعائیں انسانوں کی دنیوی واخروی، روحانی وجسمانی، انفرادی اور اجتماعی ظاہر اور باطنی ساری ہی حاجتوں اور ضرورتوں پر حاوی ہیں، کوئی خفی سے خفی اور دقیق سے دقیق حاجت نہیں بتائی جا سکتی جس کو آپ ﷺ نے بہتر سے بہتر پیرائے میں اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا ہو اور کوئی شر اور فتنہ، برے اعمال واخلاق ایسے نہیں جس سے نبی مکرم ﷺ نے پناہ نہ مانگی ہو۔

جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَآءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِیْعِ سَخَطِكَ)).

[مسلم: کتاب الدعاء، باب اکثر أهل الجنة الفقراء وأکثر أهل النار النساء، رقم: ۴۹۲۲]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے، اور تیری عطا کی ہوئی عافیت کے چلے جانے سے اور تیرے عذاب کے ناگہانی آ جانے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔''

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نبوت ورسالت بلکہ مقام محبوبیت پر بھی فائز ہونے کے باوجود قضاء وقدر کے فیصلوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے لرزاں وترساں رہتے تھے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم اور اس کی حفاظت وپناہ کا کتنا محتاج سمجھتے تھے۔

تسبیح وتمہید کا ثواب

۴۰۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ إِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ)).

[بخاری: کتاب الأیمان، باب إذا قال واللہ لا أتکلم، رقم: ۶۶۸۲ ومسلم: کتاب الذکر، باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل التهليل، رقم: ٤٨٦٠]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے پھلکے، میزانِ اعمال میں بڑے بھاری اور اللہ رب العزت کو بہت پیارے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔''

تشریح:

ان دوکلموں کا زبان پر ہلکا ہونا تو ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہونا بھی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے لیکن میزان اعمال میں بھاری ہونے والی بات کا سمجھنا شاید بعض لوگوں کے لیے آسان نہ ہو، واقعہ یہ ہے کہ جس طرح مادی چیزیں ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا وزن معلوم کرنے کے آلات ہوتے ہیں جن کو میزان (ترازو یا کانٹا) کہا جاتا ہے اسی طرح بہت سی غیر مادی چیزیں بھی ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا ہلکا اور بھاری پن بتانے والا آلہ ہوتا ہے وہی اس کی میزان ہوتی ہے مثلاً حرارت اور برودت یعنی گرمی اور ٹھنڈک ظاہر ہے کہ مادی چیزیں نہیں ہیں بلکہ کیفیات ہیں، لیکن ان کا ہلکا اور بھاری پن تھرمامیٹر کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے۔

اسی طرح قیامت میں اللہ کے نام کا وزن ہوگا، کلمات ذکر کا وزن ہوگا، تلاوتِ قرآن کا وزن، نماز کا وزن، ایمان کا اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کا وزن ہوگا، اس وقت یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ بعض بہت چھوٹے اور ہلکے پھلکے کلمے بے حد وزنی ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھی بھاری اور وزنی نہ ہوگی۔'' **لا یوزن مع اسم اللّٰہ شيء۔**

اس کلمہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ'' کا مطلب یہ ہے کہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible] کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد وستائش کے ساتھ، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے۔

العبدالعاجز

محمد علی جانباز

جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

اپریل 2008ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ